REGD: NO. H. 328 — رجسٹرڈ نمبر ایچ - ۳۲۸

The DAYAL MONTHLY

جلد - ۲۵ - بابتہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۶۶ء شمارہ ۱۱

فقیر بچناولی

حصہ اول

پرم سنت دیال فقیر چند جی مہاراج کے بچن اور پروچن

بمقام رادھاسوامی دھام (ضلع مرزاپور) بنارس (یوپی)

قیمت :- ۷۵ پیسے

پرکاشک
بھائی نندو سنگھ پردھان شیوساہتیہ پرکاشن منڈل رادھاسوامی جنرل
ست سنگ پوسٹ ہنمکنڈہ (ضلع ورنگل) اے' پی

فہرست مضامین

پیش لفظ

دیباچہ

پرارتھنا

۱۔ سکام کرم اور اس کا پھل

شبد

۲۔ ایشور کا روپ

شبد

۳۔ گورو اور نام کی بھگتی

شبد

۴۔ لوٹ

۵۔ گورو پد

۶۔ استری دھرم

۷۔ رادھا سوامی دھام

۸۔ ست گورو کے چرن کمل میں بھگتی

بھائی سندر سنگھ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے رفیق مشین پریس حیدرآباد میں چھپوا کر دفتر دیال سنگھ مٹھ ورنگل اے پی سے شائع کیا

پیش لفظ

اِس کتاب میں پرم سنت دیال فقیر چند جی مہاراج کے بچن پربچن اور اُپدیش جو سال گذشتہ دسہرہ ۱۹۵۵ء کے بعد رادھا سوامی دھام کے ست سنگ میں کہے گئے تھے۔ پیش کئے جاتے ہیں۔

اب شری کو بیرناتھ جی سریواستو کو دھام کا انچارج مقرر کیا گیا ہے۔

پنڈت فقیر چند جی مہاراج نے انسانی جیون کو شریشٹھ تر بنانے کے لئے بڑے ہی سرل روپ میں سوگم ڈھنگ سے انتم بدھی پرابھتی کے مارگ کو ورنن کیا ہے۔ تاکہ اَن سمجھ لوگ یا بھولے بھٹکوں کو اصلیت کا حقیقی گیان حاصل ہو جائے۔ سکام اور نشکام کرم۔ گورو اور نام کی بھکتی۔ اور استری دھرم پر کافی پرکاش ڈالی گئی ہے۔ یہ پستک روزانہ پاٹھ کرنے۔ سوچنے وچارنے اور عمل کرنے کے لئے بڑی اُپ یوگی ہے۔

آشا ہے کہ شائقین دیال اس سے ضرور لابھ اٹھائیں گے۔

گورو سب کا کلیان کرے۔

دیوی چرن متل

سمپادک شیو ہندی علی گڈھ۔ یو۔ پی

دیباچہ

سنتوں کی تعلیم اب تک گپت روپ میں چلی آ رہی تھی۔ میں نے وقت کے مطابق اس تعلیم میں کچھ تبدیلی کی ہے۔ تاکہ وہ عوام کے لئے سپشٹ اور لابھ دائک سدّھ ہو سکے۔ اور عام لوگ اِس تعلیم سے لابھ اُٹھا سکیں!

داتا دیال مہرشی شیو برت لال جی مہاراج نے حکم دیا تھا۔ فقیر ...! وقت بدل جائے گا۔ دھرم اور پنتھوں میں تبدیلی آ جائے گی۔ تم چولا چھوڑنے سے پہلے سنتوں کی تعلیم میں ضرور پریورتن کر جانا۔ تاکہ عوام غفلت میں نہ رہے

میرے انبھو میں جو کچھ آیا ہے میں اسی کو بیان کرتا ہوں۔ میں نے کسی کی نقل نہیں کی ہے اور نہ پُرانے ستوار تھ ہی سے کام لیا ہے۔ داتا دیال نے جو کام مجھے سونپا تھا۔ اسی کو کہتا اور لکھتا رہتا ہوں۔ اب زندگی کے آخری دن آ گئے ہیں۔ میرا ہردے بالکل نِرمل اور صاف شدہ ہے۔ سنت مت کی تعلیم کو کھول کھول کر صاف بیانی کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ اگر اس کا پرچار ہو گا تو پرسپر کا دویش نفرت اور ایشا ختم ہو جائیں گے۔

میرا اپنا مارگ نِروان یا نورتی کا مارگ ہے۔ میرا کتھن پرورتی مارگ کے وچار سے ہے۔ کیونکہ عوام نورتی مارگ کے آدھیکاری نہیں ہیں۔ اب

سب مجھے نورتی یا پرورتی دونوں کلپت بھاسنتے ہیں۔ موجودہ وقت میں عوام کو انسانیت کے آسان اور سرل راستہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اور اسی کے بارے میں میں اکثر لکھتا رہتا ہوں۔

جب تک تمہاری اوستھا خاموشی کے عملی رُوپ سے زندگی گذارنے کے قابل نہ ہو جائے۔ تب تک تم سمرن۔ دھیان۔ بھجن۔ بھگتی۔ پریم اور نشکام کرم کے مت کو کبھی نہ چھوڑو۔ ست سنگ برابر کرتے رہنا۔ بغیر انتری انبھو کے کتابوں کا گیان مستقل نہیں رہتا ہے۔

آپکا

فقیر

پرارتھنا

ایک پتنت جیون فقیر کا۔ روپ دھار کرتا پکار
اے پرم تتو داتا دیال۔ تم سارے جگت کے ہو آدھار
میں ہوں کون؟ اور کیا ہوں میں؟ چیتن کا ایک بلبلا
جس سے بنا۔ اسی کھوج میں۔ جیون دیا اپنا گزار
سمجھتا ہوں بہت کچھ۔ اور کہتا ہوں بہت کچھ
پر دراصل اے داتا۔ پا نہ سکا تیرا پار
جیسا بنایا تو نے۔ ویسا کرایا کام۔ قدرت نے مجھ سے سارا
اس لئے مجھے نہیں ہے۔ اپنے کام میں اہنکار
دوڑ دوڑ کے دوڑ دیکھا۔ آخر میں تھک گیا ہار
سوچ سمجھ۔ تو ایک۔ اسنجھو ہے۔ ہوگیا اب لاچار
کھینچ لے سب گیان اسنجھو۔ کھینچ لے بدھی وکار
دے شرن اپنی تو داتا۔ بھولوں میں اب یہہ سنسار
جب تک ہے ہوش جیون میں۔ بر مانگو یہہ سدا
دے اپنی ذات پاک کا۔ مجھے اپنا سچا پیار

کہہ نہیں سکتا ہوں میں ۔ میں کون ہوں تو کون ہے
مگر تیری ہستی ہے ۔ میں کر سکتا نہیں انکار
وشواش ہے مجھے سب تیرا۔ تو بن کر آیا داتا دیال
کھیل کھلایا تو نے ایسا۔ جس سے سمجھا تو ہے اپرم پار
شرنا گتم۔ شرنا گتم۔ شرنا گتم داتا دیال
ہر طرف سے ہٹ کے آیا۔ میں شرن میں اب تمہارا
بھینٹ ہیں من کرم بانی۔ تو ہی کرتا پرش ہے
میں نہ کچھ کیا اور نہ کر سکا۔ تو ہی ان سب کا آدھار
چرنوں میں آ کر تیرے۔ اب شانتی ملتی ہے مجھے
موج تیری کام تیرا۔ تو ہی کرتا سارا کار
رادھا سوامی تم ہو ست گورو۔ دے چرن کا آسرا
پاؤں چرنوں میں بسیرا۔ اور چرنوں سے پیار

سکام کرم اور اُس کا پھل

یہہ سنسار کرم کشیتر ہے۔ یہاں پر جو بھی آدمی آتا ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی کرم کرنے کے لئے بے لبس ہے۔ چھوٹے سے لیکر بڑے تک کوئی بھی ایسا آدمی نہ ملیگا۔ جو کرم نہ کرتا۔ پیر۔ پیغمبر۔ اولیاء سنت رشی منی اوتار سب ہی کو کرم کرنا پڑتا ہے۔ جب ہم اِس کرم کی فلاسفی پر وچار کرتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کرم دو پرکار کے ہیں۔ نشکام اور سکام

جس کام کے کرنے میں کسی قسم کی کوئی کامنا نہیں ہوتی۔ تو ایسے کرم کو نشکام کرم کہتے ہیں۔ چونکہ اُس کام کے کرنے میں منش اپنی کوئی غرض باسنا۔ اور اِچھیّا نہیں رکھتا۔ اس لئے اِس کرم کا پھل بھی اُسے نہیں ملتا نشکام کرم کو پرانی موج آدھین یا سُوبھاوک کرم سمجھ کر کرتا رہتا ہے۔ اشبھ کرم یا سکام کرم جو کرم ہیں۔ جن کو کسی باسنا یا اِچھیّا کو لے کر کیا جاتا ہے جو کام دوسروں کے ہِت کے لئے کئے جاتے ہیں۔ وہ شبھ کرم کہلاتے ہیں۔ اور جو اپنے ہِت یا سُوارتھ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ مگر اُن کی پورتی میں دوسروں کا اَہِت ہوتا ہے۔ دوسروں سے راگ دویش اور ایرشا کرنی پڑتی ہے۔

کہا گیا ہے۔

"آوشیہ میوُ بھگتم۔ کرت کرما شُبھا شو بھم"

دان بھی اگر تم نشکام بھاؤ سے نہیں دیتے تو اس کا پھل بھی تم کو بھوگنا پڑتا ہے۔ اور اس کے بھوگنے کے لئے تم کو سنسار میں آنا پڑیگا۔ اور تم جنم مرن کے چکر سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ اِس کرم پھل کے بھوگنے پر داتا دیال نے شبد لکھا ہے۔

شبد

سب بھوگیں بارمبار۔ آوشیہ پھل کرم کئے کا
یہہ سوچ سمجھ چت دھار۔ مرم جگ جنم جئے کا
نرنر۔ دیوی۔ دیو۔ مہا رشی۔ اور برہمہ اوتارا
اُشبھ کرم کے پھل سے ان کو۔ ملے نہیں چھٹکارا
ایک جو کہئے رام مہا پربھو۔ پرشوتّم مریادا
گیُت گھاٹ سرجو جل ڈوبے۔ رامائن سمواد ا
دوجے کہئے کرشن یوگی۔ سولہہ کلا کے پورے
یدو کل ناشن پھل کی گھانسی۔ بھئے مان مد چورے
بیتے یدھشٹر دھرم راج کی۔ اکتھ اپار کہانی
بھائی بھار جا سنگ گلے ہم۔ سو سب کوئی جانی

چوتھے وششٹ مہامنی گیانی - دیکھا گُل کا ناستا
وشوامتر کے ہاتھ پلٹ گیا - گیان جوگ کا پانسا
پنچم دشرتھ اودھ نریشا - شرون رشی کو مارا
پتر بیوگ پران کو تیاگا - ملا نہ رام سہارا
چھٹے اندر کی کرنی سمجھو - شاپ درسیتی دینہا
بھگ ہے دیوراج کی کایا - کرم کا پھل یہہ لینہا
چندر کلنکت کام بیگ سے - جانے سب سنسارا
کرم اٹل ہے جہا بلی ہے - کوئی کوئی کرے وچارا
راون - بالی - بھرت جڑ گیانی - رشی کے سُت دُرباسا
کرم کیا تیسا پھل پایا - انت میں بھئے اداسا
تن پر سنگ چیت اپنا سودھو - سادھو من کرم بانی
شبد یوگ کر - جنم بناؤ - رادھا سوامی کی سہدانی

شری رام مریادا پرشوتم کہلاتے ہیں - اسی درشٹی سے جو کچھ انہوں نے کیا ہے - اُس پر کچھ کہنا سننا نہیں ہے - مگر انہوں نے دو کام سکام بھاؤ سے کئے ہیں - ایک یہہ کہ انہوں نے سُگریو کو اپنا مِتر بنانے کے لئے بالی کا بدھ کیا - دوسرا یہہ کہ مریادا پرشوتم کہلانے کے لئے انہوں نے اپنی استری سیتا کو لوک لاج میں پڑکر ایک دھوبی کے کہنے پر بنا اپرادھ بن واس دے دیا - گو سیتا کے سیتہ کی پریکشا رام پہلے ہی لے چکے تھے - اس سکام کرم کا پھل یہہ ہوا

میں ڈوب مرے۔ شری کرشن بھگوان نے پانڈوؤں کے وجے کے خاطر مہابھارت میں راج نیتک وچار کے خیال سے سکام کرم کیا جس کا پھل ان کو بھوگنا پڑا۔ ان کا کل پریوار سب نشٹ ہوگیا۔ اور وہ سویم بھی کسی بھیل کے ہاتھوں مارے گئے۔

میرے کہنے کا مطلب یہہ نہیں ہے کہ رام یا کرشن نے جو کام کئے وہ انوچت تھے۔ مگر یہہ کرم سکام تھے۔ وہ بھی اس کے پھل سے بچ نہ سکے یدھشٹر اور ان کے بھائیوں نے بھی راج پانے کے لئے سکام کرم کئے اور راج کو حاصل بھی کر لئے۔ مگر ان لوگوں میں بھی ادا سینتا آ گئی۔ اور وہ سب لوگ دروپدی کے ساتھ ہمالیہ پربت پر جا کر برف میں گل گئے دروپدی سب سے پہلے برف میں گر کر مری۔ ارجن نے دھرم راج سے پوچھا کہ یہہ شریر کے ساتھ سرگ کو کیوں نہیں گئی۔ دھرم راج نے جواب دیا کہ تم نے اس کو سوئمبر میں جیتا تھا۔ اس کا ویواہ تم سے ہوا مگر ماتا کے کہنے سے گو وہ ہم پانچوں کی استری بنی مگر تمہارے ساتھ اس کا پریم زیادہ تھا۔ چونکہ وہ پریم سکام تھا۔ اس لئے اس کا پھل ہونا ضروری ہے۔

بھیم کو گدا دھاری پہلوان ہونے کا اہنکار تھا۔ اسی طرح سب سکام کرم کے کارن گرتے رہے۔ اور مرتے رہے۔ صرف ایک یودھشٹر ہی جسم کے ساتھ سرگ میں گئے۔ جیسا کہ شاستروں میں بیان آتا ہے۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ جو ان کا من تھا۔ جب ان سے کہا گیا کہ کتا سرگ میں نہیں

جا سکتا۔ تو یودھشٹر نے خود بھی سورگ میں جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر کتا نہیں جائے گا تو میں بھی نہیں جاؤنگا تب کتا بھی ان کے ساتھ سورگ میں داخل ہوا۔

یدھشٹر جب دھرم راج کے دربار میں گئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایک سکام کرم کیا ہے۔ آپ کو دو ڈھائی گھنٹوں کے لئے نرک بھوگنا پڑے گا۔ اس کے بعد آپ کو سورگ ملیگا۔ انہوں نے دھرم راج سے پوچھا کہ میں نے کون اشبھ کرم کیا ہے۔ تو جواب ملا کہ درونا چارج آپ کو ستیہ وادی سمجھتے تھے اور آپ پر وشواس پورن کرتے تھے کہ آپ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ مگر کرشن بھگوان کے کہنے پر آپ نے کہدیا کہ اشو تھاما مارا گیا۔ مگر آپ نے دھیرے سے کہدیا کہ وہ آدمی تھا یا ہاتھی علم نہیں ہے۔ ہاتھی کہنے کے وقت کرشن بھگوان نے زور سے شنکھ بجا دیا جس کے سبب آخری لفظ اس کا مجھے سنائی نہیں دیا گیا چونکہ کرشن نے اشو اتھاما نامی ہاتھی کو مروا دیا تھا۔ اس سے درونا چارج جی نے یہ سمجھا کہ اشو تھاما آدمی مارا گیا جو بالکل غلط بات تھی۔ اسی وجہ سے درونا چارج جی نے اپنا پران تیاگ دیا۔ اسی سکام کرم کے لئے آپ کو تھوڑی دیر کے لئے نرک بھوگنا پڑیگا۔

وشسشٹ رشی نے یہہ سکام کرم کیا کہ ان کے دل میں یہہ بات قائم تھی کہ یہ برہم رشی اونچی اوستھا ہے اور راج رشی اس سے نچلی اوستھا ہے۔ وہ اس خیال سے اپنے آپ کو برہم رشی سمجھتے تھے اور وشوامتر کو راج رشی مانتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے وشوامتر کو برہم رشی کہنے سے انکار کرتے تھے۔

جس کے کارن وشوامتر نے ان کے بارہ لڑکوں کو مار دیا تاکہ ان کے کل کا ناش ہو جائے۔

پنچ وٹی میں شری رام چندر جی نے ماریچ کو سونے کا ہرن سمجھ کر مارنے کے لئے تیر چلایا۔ جب اس کو تیر لگا۔ ماریچ نے دھوکا دینے کے لئے لچھمن کا نام لیکر پکارا۔ جب سیتا نے لچھمن کا نام سنا۔ تو وہ لچھمن سے کہنی لگیں کہ تمہارے بھائی پر آپتی آئی ہوئی ہے۔ وہ تم کو پکار رہے ہیں۔ اس لئے تم ان کی مدد پر جاؤ۔ رام نے سیتا کی رکشا کے لئے لچھمن کو مقرر کیا تھا۔ اور کہہ گئے تھے کہ سیتا کو اکیلی مت چھوڑنا۔ رام کے حکم کا تعمیل کرنا لچھمن اپنا پرم دھرم سمجھتے تھے۔ لچھمن کا ہردے بالکل شدھ تھا۔ وہ سیتا کو ماتا کے سمان مانتے تھے۔ انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ تو سیتا نے نردوش لچھمن پر اکشیپ کیا اور کٹو بچن کہے اور کہا کہ تمہاری نیت میں خرابی آگئی ہے۔ اسی لئے تم نہیں جاتے ہو۔ چونکہ سیتا کا یہہ کاریہ اشبھ تھا۔ راون سیتا کو چھل کر لنکا لے گیا۔ لنکا کے ودھ کے بعد جب شری رام چندر جی اجودھیا میں آئے اور راج کرنے لگے۔ اس وقت ایک دھوبی کے کہنے پر سیتا کو بنا وچارے بن واس دے دیا۔ جس کے سبب سیتا جہاں دکھی ہو کر دھرتی میں سما گئی۔ اس وقت سیتا کا پتی ورت دھرم بھی اس کی رکشا نہیں کر سکا۔ اس اشبھ کرم کے پھل کے سبب شری رام چندر جی کو بھی سرجو ندی کے گپتار گھاٹ میں ڈوب کر مر جانا پڑا۔ اندر۔ راون۔ اور چندرماں نے بھی اشبھ کرم کئے تھے جن کا پھل ان کو بھی بھوگنا پڑا۔ کرم کے پھل سے کوئی شخص بھی بچ نہیں سکتا۔

یہہ شبد داتا دیال نے اس وقت لکھا تھا۔ جب میں داتا دیال کے دربار میں تاج لے کر گیا تھا۔ اُس وقت میں یہہ نہیں سمجھ سکا کہ داتا دیال نے یہ شبد کیوں لکھا ہے۔ اب میں سمجھ رہا ہوں۔ چونکہ میں نے سکام بھاؤ سے داتا دیال کو تاج پہنانا چاہتا تھا۔ داتا دیال نے مجھے سنکیت کیا کہ تم سکام باسنا مت رکھا کرو بلکہ تمہارا کام نشکام رہے۔

یہ مانک جیون میں بنا باسنا کے کرم نہیں کر سکتے۔ کرم کرنا انسان کے لئے ضروری ہے۔ مگر تم اپنے سوارتھ کے لئے اشبھ کرم مت کیا کرو۔ دوسروں کے ہت کے لئے کام کرو۔ ساری دنیا کے لئے تم کام نہیں کر سکتے۔ قدرت نے تمہارے ساتھ جن کا سمبندھ جوڑا ہے۔ مثلاً استری ماتا پتا۔ بھائی بندھو۔ لڑکے بالے اور کٹمب پریوار کے لوگ۔ تم ان کے لئے نشکام بھاؤ سے کرم کیا کرو۔ ساری دنیا کے تم ٹھیکہ دار نہیں بن سکتے۔ گیتا میں بھی شری کرشن بھگوان نے ارجن سے کہا ہے۔ کہ اے ارجن! تم کام کرو اور کام کا پھل میرے ارپن کرتے رہو۔

سکام کرم اور نشکام کرم دونوں ہی کرم ہیں۔ سکام کرم کرنے والا منشیہ اپنے کرم کے پھل کا بھاگی ہوتا ہے۔ نشکام کرم کرنے والا منشیہ بھاگی نہیں ہوتا۔ زندگی کا مقصد یہہ ہے کہ اپنے کرم کو قدرتی نیم کے انوکول بناؤ۔ انوکول بنانے کی سمجھ ست گورو سے ملتی ہے۔ میں قوم کا برہمن ہوں۔ اگر میں داتا دیال کا پکش رکھ کر دوسروں سے دویش کروں۔ ان کی نندیا کروں۔ تو مجھ میں اور ان میں کیا انتر رہے گا۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کہتا جو میرے

آتما کے بدوددھ ہو۔ سنسار کے لوگ مجھ پر وشواس کرتے ہیں اگر میں سچی بات نہیں بتاتا تو وشواس گھاتی ٹھہرتا ہوں۔ جیسے اور لوگ مجھ پر وشواس کرتے ہیں۔ ویسے ہی میں بھی داتا دیال پر وشواس کرتا تھا۔ داتا دیال نے میرے ساتھ کوئی وشواس گھات کا کام نہیں کیا ہے۔ پھر تم کیسے امید کر سکتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ اشبھ کرم کرونگا۔ پراربدھ بس ایسے وچار اکثر آجاتے ہیں۔ چونکہ مجھے اس کا عملی گیان ہے۔ میں ایسے وچاروں کے پربھاؤ میں نہیں آسکتا۔ ان کو جہاں کا تہاں چھوڑ دیتا ہوں۔

گورو نام ہے آدرش کا جو پورن ہوتا ہے۔ نہ میں سویم گورو ہوں۔ اور نہ داتا دیال گورو تھے۔ گدی پتیوں نے اپنے مان پرتشٹھا کے لئے اپنے آپ کو گورو بتا کر عوام کے آنکھوں میں دھول جھونک دی ہے۔ میں اس واسطے ست سنگ کراتا ہوں۔ کہ عام جنتا کو گیان ہو جائے کہ حقیقت کیا ہے۔ اور گورو کون ہیں۔

میں داتا دیال کی تعلیم کو پریم سے اور نشکام بھاؤ سے پھیلا رہا ہوں جو آدمی اپنے سچے ہتیشی پر نشنشے کرتا ہے۔ وہ اشبھ کرم کرتا ہے۔ میرے دل میں سنسار کے لئے نشکام پریم ہے۔ میں سچے ہردے سے چاہتا ہوں۔ کہ جیوؤں کا اگیان دور ہو جائے۔ جو منش میری برائی کریگا۔ وہ اپنے کرم کا پھل آپ بھوگے گا۔ میں نے داتا دیال سے پریم کیا ہے۔ اس کے بدلے میں مجھے مان پرتشٹھا مل گئی ہے۔ مان پرتشٹھا کے مل جانے سے میں ہر تو نہیں گیا۔ میں نے سکام کرم کیا تھا۔ اس کا پھل مجھ کو ملا ہے۔

۲۔ ایشور کا روپ

نموستے گوروم۔ سچدانند رُدو ہم
نمو اَدّ بھگم ۔ اُدو تیم اُنو ہم
نہیں رُوپ کوئی۔ ہیں سب رُوپ تیرے
تیری سب ہی پرجا ہیں اور بھوپ تیرے
دھرا سنت اُوتار۔ جگت کو چِتا یا
دُکھی دین کو انگ۔ اپنے لگا یا
دیا سنگ ست کا۔ ملا ست کا جیون
تیرے نام پر۔ سیش تن من ہیں ارپن
تجھے رادھا سوامی چرن ہنتے ہنتے
تجھے کہتے ہیں سب۔ نمستے نمستے

داتا دیال مہرشی شیو جی مہاراج پر میرا وشواس تھا۔ انہوں نے مجھ کو سنت مت کی شکشا دی۔ کبیر صاحب اور سوامی جی مہاراج کی بانی میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ داتا دیال نے دیا کر کے اس کی سچائی کا انبھو کرا دیا ہے۔ اب مجھے انبھو گیان ہو گیا ہے کہ ست کبیر اور

رادھا سوامی دیال نے مت متانتروں کا کھنڈن جس درشٹی سے کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔

ہر مذہب اور پنتھ کہتا ہے کہ ایشور ایسا ہے ویسا ہے۔ اس کے روپ کے وشئے میں بہت باد وِیوا د کئے جاتے ہیں۔ ہندوؤں نے کچھ مانا۔ مسلمانوں نے کچھ مانا۔ عیسائیوں نے کچھ مانا۔ داتا دیال نے اُس کا روپ ورنن کیا ہے۔ تم اُسے سنو! اُن کا شبد ہے :-

شبد

توجان اجان سے نیارا ہے۔ تو جان نہیں انجان نہیں
کس نے تجھے جانا پہچانا۔ تو گیان نہیں انومان نہیں
اس بانی نے نہیں گم پائی۔ نہیں بُدھی میں آئی چتورائی
من امن بنا۔ گھبرایا ہوا۔ تو مان نہیں۔ ابھیمان نہیں
انجان کو کیا کوئی جانے گا۔ ادرشٹ کو کیا پہچانے گا
یوگی گیانی تھک کر بیٹھے اِنھیں جان نہیں پہچان نہیں
سب کہنے کو تو کہتے ہیں۔ کہہ کر شنشے میں رہتے ہیں
اِن کہنے سننے والوں میں۔ انومان نہیں پرمان نہیں
کہاں جا کر کوئی تجھے پاوے۔ کیسے تو کسی کے ہاتھ آوے
تیرا نشچت کوئی اس جگ میں ٹھکان نہیں استھان نہیں

نہیں شہرگ نرک کا ہے باسی۔ نہیں دُکھ راسی۔ نہیں سُکھ راسی
نگم اگم کو منتھ کر دیکھا۔ تو گیان نہیں۔ سُمرنان نہیں
رادھا سوامی ست گورو آئے۔ شہرت شبد بھید کہہ کر گائے
چیت ہوا سماہت تب میرا۔ اس سمتا کا اُتھان نہیں

اِس کو ڈھونڈ ھنے کے لئے میں بھی نکلا تھا۔ کبھی رام کے رُوپ میں پُوجا۔ کبھی کرشن کے رُوپ میں مانا۔ کبھی ایشور کہتا تھا۔ کبھی برہمہ کہتا تھا۔ میرا سارا جیون اِسی کھوج میں بیتا۔ جب گورُو پدوی پائی لوگوں نے میرے رُوپ کو اپنے انتر میں پرگٹ کر کے اپنی باسنائیں اور کامنائیں پُوری کیں۔ تو میری آنکھیں کھل گئیں کہ سار بھید کیا ہے۔ میں سُویم کسی کے اندر نہیں جاتا مگر اِس بات کو تمام پنتھ کے آچارجوں نے گپت کر رکھا۔ اس کا پھل یہہ ہوا۔ کہ منشیہ جاتی مختلف پنتھوں میں بٹ گئی۔ میں نے داتا دیال کے حکم سے اس رہسیہ کو کھول کر ورنن کر دیا ہے۔ میرا اپچن اور اپنتھو ساری دنیا کے لئے ہے۔ کیونکہ میرا کام جگت کلیان کا ہے۔ داتا دیال کا شبد ہے۔

تیرا رُوپ ہے اَدبھت اچرج تیری اُوتم دیہی
جگ کلیان جگت میں آیا۔ پَرَم دیال سنیہی

اب سوال یہہ ہے۔ کہ جگت کا کلیان کیسے ہو سکتا ہے۔؟

جواب :- سار بھید کو سمجھ کر اُس پر باعمل ہونے سے جگت کا کلیان

ہو سکتا ہے۔

سوال :- یہہ سار بھید کیا ہے؟

جواب :- اُس مالکِ کل کو انسان نے اپنے وچاروں کے انوسار الگ الگ رُوپوں میں مان رکھا ہے۔ مگر وہ ایسا نہیں ہے۔ وہ ہر جگہ ویاپک ہے اور محیط کُل ہے وہ رُوپ رنگ ریکھا سے نیارا ہے۔ یہہ جتنا درشیہ تم کو دیکھائی دیتا ہے۔ وہ سب کا سب اُسی کی لہروں کا تماشہ ہے۔ منشیہ کے انتر میں جو بھاؤ۔ خیال رُوپ رنگ اور ریکھائیں پرگٹ ہوتی ہیں۔ یہہ سب اس کا اپنا ہی شردھا اور وشواس ہے۔ جو اس کو باہری باتیں سُن کر۔ باہری درشیہ دیکھ کر۔ کتابیں پڑھ کر اور برہمانڈ کے ریڈیشن کے کارن سے پیدا ہوتا ہے۔

"جا کی رہی بھاؤنا جیسی۔ ہری مورت پرگٹی تن تیسی"

اس سے سدّھ ہوتا ہے کہ اصلی الکھ کیول پرم تتّو ہے۔ جتنے بھاؤ وچار دیپ رنگ ریکھائیں پرگٹ ہوتی ہیں۔ وہ پرم تتو سے بالکل علحدہ ہیں۔ انسان اپنے اگیان اور بھرم کے کارن مختلف بھینٹ بھینٹ پنتھوں۔ دھرموں اور ذات پات میں بٹ گیا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اگیانتا بس ہندو، مسلمان، عیسائی بودھ۔ جین وغیرہ سمجھ بیٹھا ہے۔

داتا دیال نے لکھا ہے کہ اُنہوں نے اگم اور نگم کو منتھ کر دیکھ لیا ہے۔ انہوں نے کیا دیکھا۔ کیسے دیکھا۔ اور کس آدھار پر انہوں نے ایسا لکھا ہے مجھکو اس کا علم نہیں ہے۔ میں نے بھگتی کی۔ رام نام کی رٹ لگائی۔ مندروں

میں گیا۔ تیر تھوں کا بھرمن کیا۔ سمرن۔ دھیان اور بھجن کرتا رہا۔ مگر یہہ نہیں سمجھ سکا۔ کہ وہ کیا ہے؟ اس گیان کی پراپتی کے لئے مہرشی داتا دیال نے ۱۹۱۸ء میں پانچ پیسہ اور ایک ناریل میری گود میں رکھ کر اور مجھے مستک نوا کر نمسکار کیا۔ انہوں نے کیوں ایسا کیا؟ مجھے نہیں معلوم ہے! اس بات کو وہی جانتے ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے مجھ اگیانی کو سار بھید کا گیان کرانے کے لئے یہ کام کیا ہوگا۔ اور میرے بھرم اور اگیان کو دور کرنے کے لئے انہوں نے یہ کھیل کھیلا ہوگا۔ اس پر جب میں وچار کرتا ہوں تو میرا سر اُن کے احسان میں جھک جاتا ہے۔ اُس وقت میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ صرف اس مالک سے ملنے کی زبردست اچھیا تھی۔ انہوں نے کہا تھا۔ یاد ہے! تم کو یہہ کام سونپا گیا ہے۔ اس کام کو تم برابر کرتے رہنا۔ جس چیز کی کھوج میں تم نکلے ہو۔ وہ چیز تم کو مل رہی گی میں نے ان کی اگیا کا پالن کیا۔ اور جس چیز کی مجھکو کھوج تھی' وہ وستو مجھکو آسانی سے مل گئی۔ میں نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا ہے۔ جس نے ایک اگیانی اور مورکھ شسیہ کو گیان پردان کرنے کے لئے اپنا سر اس کے پاؤں پر نوا دیا ہو۔ میں نے آتمک کیندروں کی یا روحانی مقامات کا اپنے انتر میں یاترا کر کے ان کا حقیقی انبھو حاصل کر لیا ہے جس کو سنت مہاتما سہس دل کنول' ترکٹی، سن۔ مہاسن۔ بھنور گپھا ست لوک۔ الکھ۔ اگم اور انام کہتے ہیں یہہ سارے مقامات انسان کے جیون کے انبھو ہیں۔ یا تھریرک' مانسک اور آتمک جیتن تائیں ہیں۔ ہندو رشیوں نے ان کو جاگرت۔ سپن۔ سوشپتی تریہ۔

جنہہ۔ تیہ اور ستیم کہا ہے۔ صوفی مسلمانوں نے ان کو طلب۔ عشق۔ معرفت
توحید۔ استغنا۔ فنا کا نام دیا ہے۔ یا ناسوت۔ ملکوت۔ جبروت۔ لاہوت
ہوت۔ ہوت الہوت اور ہاہوت کہا ہے۔ انگریزی فلاسفروں نے اس کو
CONCIOUSNESS SUBCONCIOUSNESS SUPER-
CONCIOUSNESS AND INFINITY
سناتن دھرم والوں نے اس کو ان مے کوش۔ پران مے کوش۔ منومے کوش۔
گیان مے کوش اور آنند مے کوش کا نام دیا ہے۔ اور کسی نے اس کو ایکتو واد۔
ویت واد۔ ترے واد۔ انیک واد وغیرہ بھی کہا ہے۔ یہہ سب منشیہ کی اپنی
اپنی کلپنائیں ہیں۔

جب شاغل تہس دل کنول میں سمرن کرتا ہے۔ تو اس کے شریر کا
سارا بودھ بھان سماپت ہو جاتا ہے۔ ترکٹی میں پہونچنے پر چت کی ورتی ایکاگر
ہو جاتی ہے یا ٹھہر جاتی ہے۔ اور من میں جتنے بودھ بھان ہوتے ہیں وہ بالکل
سماپت ہو جاتے ہیں۔ آگے چل کر ایسی اوستھا آ جاتی ہے کہ وہ انہد شبد کو
سنتے سنتے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اور یہاں پر اس کو اکھنڈ سمادھی لگ
جاتی ہے۔ اس کو کوئی کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

سنسار کے جتنے مت متانتر اور پنتھ ہیں۔ ان کے انویائی اپنے
اپنے اگیان بس۔ سار بھید کو نہ سمجھنے کے کارن آپس میں جھگڑا فساد کرتے
رہتے ہیں۔ سوراج کے پراپت ہونے پر مذہب کی غلط سمجھ کے کارن
مسلمانوں اور ہندوؤں کے سر کٹے ہیں۔ کلجگ میں منشیہ کو سچا گیان دینے

کے لئے اور آپس میں ایکتا اور پریم بھاؤ پیدا کرنے کے لئے سنت پرگٹ ہوئے ہیں۔ بانی کہتی ہے۔

ست جگ۔ تریتا۔ دُواپر بیتا۔ کاہو نہ جانی شبد کی ریتا
کلجگ میں سوامی دیا بچاری۔ پرگٹ کر کے شبد پکاری

اے منش! تیری ذات (نج سروپ) جیسا میں نے اوپر لکھا ہے۔ ویسی ہی ہے۔ تو اپنے من کے چکر میں آکر پھنس گیا ہے۔ اگیان اور اودیا نے تجھ کو گھیر لیا ہے۔ اس کو دور کرنے اور گیان پراپت کرنے کے لئے یا ایشور پراپتی کے لئے جو مارگ منشیہ دھارن کرتا ہے۔ اس سے اس کی اچھیا شکتی تو آدلیشہ پربل ہو جائے گی۔ اور اُس کی منو کامنائیں بھی پورن ہونگی مگر اس کو سچی سمجھ یا سچا گیان اِس ایشور پوجا کا نہیں ملے گا۔ اور نہ شانتی ہی اس کو پراپت ہوگی۔ اسی وجہ سے جب جب ستیہ گپت ہوتا رہتا ہے۔ تب تب قدرت منشیہ رُوپ دھارن کر کے راستہ دکھلاتی ہے۔

دھرم کیا ہے؟ دھرم جیون ونیت کرنے کا وہ آسان مارگ یا طریقہ ہے جس پر چلنے سے منشیہ کا شریرک۔ مانسک اور آتمک جیون شانتی پُورک ونیت ہو جاتا ہے۔ اس وقت سنسار کی جو حالت ہے۔ اس کو انوکول رکھنے کے لئے منشیہ کو سچی سمجھ اور سچے گیان کی ضرورت ہے۔ اس اصلی گیان کو دینے کے لئے کبیر صاحب۔ نانک صاحب۔ اور رادھا سوامی دیال وقت وقت پر پرگٹ ہوئے اور انہوں نے اپنی تعلیم کا پرچار کیا۔ لیکن اُن کی شکشا اب گپت ہوتی گئی۔ جس کا پرنیام یہ نکلا کہ پرسپر آپس میں بھید بھاؤ پیدا ہو گیا

اور حقیقت کی سمجھ جاتی رہی۔ الگ الگ گدّیاں بن گئیں۔ اِس اگیان کے کارن سنتوں کی تعلیم جو ایکتا اور پریم کی تھی اس میں بھید بھاؤ اور دویش پیدا ہو گیا۔

میں وقت گورو ہوں۔ وقت کہتے ہیں۔ موجودہ حالات کو اور گورو کہتے ہیں اصلی سمجھ کو۔ اصلی گیان کو۔ وقت گورو وہ ہے۔ جس کو اس کا انبھو گیان ہو گیا ہو کہ سب منشیہ حقیقت میں اُس پرم تتو یا اکال پرش کے ہی روپ ہیں حقیقت یا اصلیت اوگت ہے۔ جس کا کوئی روپ رنگ۔ ریکھا نہیں ہے۔ اس میں گتی ہو کر پرکاش (جوتی) پیدا ہوا۔ وہ پرکاش ہی ایشور تھا۔ میں اپنی آتما سے پوچھتا ہوں کہ اے فقیر! کیا تو اہم بھاؤ میں آکر اپنے آپ کو اہنکار بس وقت گورو کہہ رہا ہے۔ میری آتما کہتی ہے نہیں! ایسی بات نہیں ہے تو حقیقت میں وقت کا گورو ہے۔ اس وقت انسان کو ایسی ہی تعلیم کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو جانے پہچانے اور سمجھے بوجھے! میں اس سار تتو کی شکشا کا پرچارک ہوں۔

ہر ایک منشیہ اُس پرم تتو یا چیتن کا بلبلہ ایک بوند یا کرن ہے سنسار کے سب منشیہ ایک سمان ہیں۔ مجھ کو اپنے سروپ کا گیان ہو گیا ہے دوسروں کو اپنے سروپ کا گیان نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو اہم برہم آسی یا ایشور ہوں تو نہیں کہتا میں اپنے پرم پوجیہ گورو داتا دیال کے حکم کے آدھین عوام کو سچا مارگ بتلانا اپنا کرتب سمجھتا ہوں۔

انسانیت کی! اس شکشا کو چھوڑ کر اور کوئی دوسری تعلیم موجودہ

وقت کے لئے نہیں ہے جو عوام کی ہتکاری ہو۔ مذہبی بھید بھاؤ کو دور کرنے کے لئے اپنے آپ کا اصلی گیان ہونا ضروری ہے۔ جب تک حکومت اس انسانیت کی تعلیم کو نہیں اپنائے گی۔ کبھی سنسار کا کلیان نہیں ہو سکیگا۔

اس وقت ہم لوگوں میں مذہبی جھگڑے کیوں ہیں۔ اس لئے کہ ہم کو سار بھید کی اصلی سمجھ نہیں ہے۔ جس کسی نے اس تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کی اس کے ساتھ دشمنی برتی گئی۔ اُس وقت ہم لوگ اس کے ادھیکاری نہیں تھے اب وقت بدل گیا ہے۔ میری بھوشیہ بانی ہے۔ کہ اگر دنیا نے انسانیت کو اپنا کر اپنی سنبھال نہیں کی تو وہ تباہ اور برباد ہو جائے گی۔ کوئی شکتی اس کو بچا نہیں سکتی۔ اس انسانیت کی تعلیم کے پرچار کرنے والے عامل ہوں واچک گیانیوں سے سُدھار نہیں ہو سکتا۔ مجھ کو اچھی طرح سے یاد ہے کہ مہاتما گاندھی جی نے سال ۱۹۴۲ء میں مرن برت رکھا تھا۔ اور وہ اپنے ست سنگ میں گیتا قرآن اور بائیبل کا پاٹھ کراتے تھے۔ اس معاملہ میں وہ واچک گیانی تھے عامل نہیں تھے۔ داتا دیال کی سکشا سے مجھکو اس بات کا پورا پورا گیان ہو گیا تھا۔ کہ واچک گیانیوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ میں نے مہاتما گاندھی جی کو اس وقت خط لکھا تھا۔ کہ آپ ایکتا قائم کرنے کے لئے گیتا۔ قرآن اور انجیل کا پاٹھ اپنے ست سنگ میں کراتے رہتے ہیں۔ چونکہ آپ خود ہندو خیالات رکھتے ہیں۔ اور ان سارے گرنتھوں کا راج نیتک درشٹی سے ست سنگ میں پاٹھ کراتے رہتے ہیں۔ تاکہ ہندو، مسلمان اور عیسائی ایک خیال کے ہو جائیں۔ اس سے آپ کا اور عوام کا بھلا نہ ہوگا۔ میرا یہ وچار

بالکل صحیح اور درست نکلا۔

جب تک دنیا میں اِس وچار کے منشیہ نہیں ہوں گے۔ جو سنتوں کی تعلیم کو گرہن کر کے رام۔ رحیم خدا۔ اور۔ گاڈ (GOD) کے شبدوں کے جال سے نکل کر اس پرم تتو کا (جو انام۔ اروپ۔ ارنگ اور اریکھا ہے) خود ساکشات نہ کریں گے۔ اور جیون ونیت کرنے کے رہسیہ کو خود اچھی طرح سے نہ سمجھ لیں گے۔ اور ہر ایک منشیہ کو اپنا بھائی نہ جان لیں گے۔ تب تک سنسار کی بھلائی نہیں ہو سکتی ہے۔

جو لوگ اِس وچار دھارا کے ہیں کہ وہ قوم کے راجپوت ہیں۔ اگر کسی دوسرے جاتی والے سے راجپوت کا مقابلہ ہو جائے تو وہ راجپوت کو ہی مدد دیں گے۔ تو ایسے لوگوں کو ابھی سار تتو کا گیان نہیں ملا ہے۔ اسی وجہ سے وہ یکشی بات کرتے ہیں۔ جب تک سنتوں کی تعلیم سے ان لوگوں کو سار بھید کا اصلی گیان پراپت نہیں ہو جاتا۔ ان کی سنگت سے من۔ بدھی ٹھہر ہو کر چت ٹھہر نہیں ہو سکتا۔ اس کا خیال رہے۔ اکثر بیمار لوگ میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کو آرام مل جائے۔ میں اُن لوگوں سے کہتا ہوں کہ بھائی تم لوگ شریر دھاری ہو۔ بیماری سب کو آتی ہے۔ اس لئے تم لوگ اصلی بات کو سمجھ کر چت کو ٹھہرانے کی کوشش کرو۔ تم کو آرام ہو جائیگا چت کے ٹھہرانے کے لئے سمرن اور دھیان دونوں مددگار ہو سکتے ہیں۔

کیا ہر مذہب کا مقصد ایشور کی پوجا ہی ہے۔ نہیں بالکل نہیں بلکہ ہر مذہب کا اصلی مقصد سکھ اور شانتی کا ملنا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

"عبادت بہ تقلید گمراہی است"

وہ کیا کہتے ہیں۔ دیکھا دیکھی کی پوجا انسان کو گمراہ بنا دیتی ہے۔ داتا دیال کا کلام ہے۔

کس کی تلاش ہو۔ جو ہر وقت روبرو ہے
یہہ جستجو نہیں ہے۔ تو ہیں جستجو ہے

ایشور ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا ہے تم اسکی کیا کھوج کرتے ہو یہہ کھوج کرنا اس کا اپمان کرنا ہے۔ جو کچھ تم کو ملتا ہے۔ وہ رام۔ رحیم۔ خدا۔ یا گارڈ نہیں دیتا۔ بلکہ وہ تمہاری پربل شکتی سے ہی ملتا ہے۔ جب تمہارے من میں کسی چیز کی پربل اچھیا ہو گی۔ تو مالک کل کی دیا کی دھار اُمنڈ اُمنڈ کر اس کو پورا کر دے گی۔ جسم اور من کو تھر کرنے کے لئے نام دان لیا جاتا ہے۔ کبیر صاحب کہتے ہیں۔

تن تھر۔ من تھر۔ بچن تھر۔ سُرت۔ نرت تھر ہوئے
کہیں کبیر اس پلک کو۔ کلپ نہ پاوے سوئے

سنسار میں کیول میں ہی ایک ایسا شخص نہیں ہوں جس سے نام دان لینے سے تمہارا کلیان ہو سکتا ہے۔ جس کسی پر تمہارا وشواس ہو۔ اُس سے نام دان لے لو۔ سمرن دھیان کیا کرو جس سے تمہارا من شانت ہو جائے۔ چاہے تم رادھا سوامی نام لو۔ یا چاہے تم رام نام لو۔ یا ایک دو۔ تین چار کہو۔ یہہ سب شبدوں کے جھگڑے ہیں۔ مطلب تو چت کی ورتی کو ایکاگر کرنا ہے۔ ایک ڈاکٹر میرے پاس آیا۔ وہ ناستک تھا۔ اس کا دماغ صحیح نہیں تھا۔ سائنس کے اصول

چت کی ورتیاں ایکاگر ہوتی گئیں ۔ ورتیوں کے ایکاگر ہونے سے اس میں جو کمی تھی وہ سویم پوری ہو گئی یا یوں سمجھو کہ چت کی ورتی کے ایکاگر ہونے سے اس کو جس چیز کی پربل خواہش تھی ۔ وہ اس کو مل گئی ۔

ایک مائی (جس کو میں قنوج کی مائی کہتا ہوں) مجھکو قنوج بلایا تھا اس کی پربل اچھیا تھی کہ میں قنوج آجاؤں ۔ اسی خیال کو لے کر وہ میرے دھیان میں اکثر رہا کرتی تھی ۔ اس کے چت کی ورتیاں ایکاگر ہوتی گئیں جس دن میں قنوج پہونچنے والا تھا ۔ اس کے انتر میں درشیہ پرگٹ ہوئے کہ میں ایک کالے رنگ کی موٹر میں چار آدمیوں کے ساتھ آرہا ہوں اس نے صبح ہی سے یہہ بات اپنے لڑکوں کو کہہ رکھی تھی ۔ دوپہر کے بعد جب میں قنوج پہونچا تو لوگوں نے دیکھا کہ جس حالت میں مائی نے صبح کہا تھا ۔ اُس حالت میں میں وہاں پہونچا ہوں ۔ میرے پیر میں درد تھا ۔ میرے نوکر کا پتا میرا بھگت تھا ۔ اس کو میرے پیر کے درد کا انبھو انتر میں ہو گیا ۔ دوسرے دن وہ اپنے گاؤں سے چل کر میرے یہاں آیا ۔ میں نے اُس سے پوچھا تم کیسے آئے ہو ۔ اس نے کہا مجھکو ایسا پرتیت ہوا کہ

آپ کے پیر میں درد ہے۔ میں آپ کو دیکھنے کے لئے آیا ہوں۔ اور یہہ بات بالکل ٹھیک نکلی یہہ سن کر میں چپ ہو گیا۔

ایک بار داتا دیال کے چوٹ آئی تھی۔ دیال کی مائی (گورکھپور والی) کو اس کا گیان ہو گیا تھا۔ وہ گھر سے دھام چلی آئی۔ اور ان کی سیوا کرنے لگی اس سے یہہ ثابت ہو گیا کہ جو شخص کسی سے سچا پریم رکھتا ہے اس کے بارے میں اس کو گیان ہو جاتا ہے۔ چونکہ داتا دیال کے نسبت مجھے پورا پورا وشواس تھا کہ وہ پرم تتو کے اوتار ہیں۔ اس لئے ان کے ذریعہ مجھے پرم تتو کا گیان ہو گیا ہے۔ اس آدھار پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اے منشیہ تو اپنے آپ کو پہچان لے کہ تو دراصل کیا ہے! تو اپنے آپ کو ہندو مسلمان، سکھ، اور عیسائی مت سمجھ، تو منشیہ ہے۔ اس لئے تو منشیہ بن کر اپنا جیون وتیت کر۔ کبیر صاحب کی بانی ہے۔

مانو بن کر نہ موا ۔ موا تو ڈونگر ڈھور
ایکو جیؤ ٹھور نہ لگا۔ لگا تو ہاتھی گھوڑ

داتا دیال نے ستیہ تا اور ادویت واد کی سکشا دی ہے۔ دوسرے لوگ گو کہنے کو تو حقیقت کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر جب حقیقت کہنی ہوتی ہے۔ تو اس کا پرچار اور طریقہ پر کرنے لگتے ہیں۔ اور دوسروں کے آچارجوں کے ساتھ ایرشا اور دویش رکھتے ہیں تو پھر حقیقت کا پرچار کس طرح ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں نے تو بجائے ایکتا پریم کے ایرشا اور دویش کا پرچار کر کے انسان کو ایک دوسرے سے جدا اور الگ کر دیتے

ہیں۔ ایسے لوگ سنت اور مہاتما کہے جانے کے مستحق نہیں ہیں سنت تو وہ ہے۔ جو عوام کو اصلی گیان۔ پریم اور ایکتا کی تعلیم دیتا ہے۔ ان کی تعلیم تو پرورتی مارگ والوں کے لئے ہوتی ہے۔ نورتی مارگ کی شکشا تو صرف نام کی پراپتی کے لئے ہے۔

"نام رہے جو تجھے پڑھا ہیں۔ یہہ ڈھونڈیں ترلوکی ماہیں"

نام کی پراپتی شریر۔ من اور آتما کے پرے کی اوستھا ہے۔

شبد

کچھ نہیں ڈرگم سوگم۔ سب کچھ جو گورو کا داس ہو
داس وہ سچا ہے جس میں بھگتی ہو۔ وشواس ہو
میں ہوں تجھ میں۔ تو ہے مجھ میں۔ میرا تیرا ہے بھرم
چھوڑ میں تو کا بھرم۔ نج روپ کی جو آس ہو
مجھکو سمرو مجھکو دھیاؤ۔ ہو بھجن میرا سدا
دھیان سمرن اور بھجن کی۔ ریتی سوانسوں سانس ہو
ہونگا پرگٹ جب بلاؤ گے کبھی تم پریم سے
میرے رہنے کی جگہ۔ بھومی نہیں آکاش ہو
رادھاسوامی نے دیا کی۔ بھید انتر کا دیا
دیکھ لیں گے تجھ کو جب نت شبد کا ابھیاس ہو

۳۔ گورو اور نام کی بھگتی

شبد

گورو تاریں گے ہم جانی
تو شرت کا ہے بورانی
درڑھ پکڑو شبد نشانی
تیری کال کرے نہیں ہانی
تو ہو جا شبد دیوانی
مت سنو اور کی بانی
سب چھوڑو بھرم کہانی
گورو کا مت لو پہچانی
چڑھ بیٹھو اگم ٹھکانی
رادھا سوامی کہت بکھانی

میں اپنے آپ کو وقت کا گورو کہتا ہوں۔ میں نے اپنے جیون

میں کئی غلطیاں کھائی ہیں۔ مگر میں اس بات میں کوئی غلطی نہیں کھائی کہ میں اپنے آپ کو ست گورو وقت کہتا ہوں کیونکہ میں نے پرمارتھ میں کوئی ہیرا پھیری۔ مان بڑائی۔ دھن سمپتی اور سوارتھ کے لئے کام نہیں کیا ہے۔

جس وقت میں داتا دیال کے چرنوں میں حاضر ہوا۔ میں اپنے آپکو ہندو سمجھتا تھا۔ ویدا ورشاستروں کا انویائی تھا۔ اور ایشور کی ہستی کو مانتا تھا۔ ہندو دھرم کے انوسار میں داتا دیال کو مالک کل اور سرب آدھار کا اوتار مانتا تھا۔ اور ان پر پورن وشواس کرتا تھا۔ انہوں نے میرا دھیان بھگتی۔ یوگ اور گیان کی طرف سے ہٹا کر گورو کی طرف لگا دیا تھا۔ ان کا شبد ہے۔

من تو سوچ سمجھ یک دھار ٹیک
بن سمجھے کوئی پار نہ پاوے۔ بھٹکے بار مبار
سنئے دیدھا اور چتورائی۔ یہہ اگیان وکار
کوئی منز لپٹو ہے۔ کوئی تریا لپٹو۔ گورو لپٹو کوئی گنوار
وید لپٹو ہے سب سنسار۔ سمجھ بوبک وچار
مایا لپٹو۔ مایا کا بندھوا۔ مکتی لپٹو شو ویکار
بھگتی لپٹو۔ بندھن نہیں کاٹے۔ بوڑھا کالی دھار
گیان لپٹو کی کیا کروں نندیا۔ وہ گرنتھن کے لار
جیتا جیتن کی گانٹھ نہ کھولے۔ الجھ الجھ رہا ہار

یوگ پشو بندھے یوگ کی رسی۔ بیٹھے آسن مار
رادھا سوامی چرن شرن تمہاری۔ سیوک ہوا بھو پار

یہہ شبد داتا دیال نے میرے نام اس وقت لکھا تھا۔ جب میں بغداد میں نوکری کرتا تھا۔ انہوں نے یہہ شبد مجھے کیوں لکھا۔؟ کیونکہ میں اس پرم پونیت وبھوتی کو سرب آدھار کا اوتار مانتا تھا۔ اور ایسا وشواس کر کے ان سے پریم کیا کرتا تھا۔ اس پریم میں، میں مگن رہا کرتا تھا۔ آنند لیا کرتا تھا۔ اور داتا دیال ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھا تھا۔ مجھے حقیقت کا گیان کرانے کے لئے انہوں نے میرے نام یہہ شبد لکھا تھا مگر گورو بھگتی کا رہسیہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اور حقیقت کا گیان مجھے نہیں ملا۔ تن کی تپن بجھی نہیں۔ اور مکوح کی سماپتی ہوئی نہیں۔

جب تک کسی منشیہ کو پورن گیان نہیں ہو جاتا۔ نج سروپ کا ساکشاتکار نہیں ہوتا۔ اور سرت کو چین نہیں ملتی۔ کسی نہ کسی پرکار کی اشانتی رہتی ہے اور کسی وستو کے پراپتی کی لگن ابھی بنا رہتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہہ ہے کہ انتر میں کوئی نہ کوئی کریدا ابھی باقی ہے۔ یہی حال میرا بھی تھا۔ مگر آچاریہ پدوی پر آنے پر میرے یہہ سب پرشن سماپت ہو گئے۔ ایسا کیوں ہوا؟ کیونکہ میں نے گورو کی سیوا کی تھی۔ گورو سیوا کیا ہے؟ جو گورو حکم دیتا ہے۔ اس کا پالن کرنا وہ تمہارے من کی گھڑت کو نہیں ادھک جانتا ہے وہ یہہ جانتا ہے کہ تم کو سار وستو کا گیان کیسے پراپت ہوگا۔

میرے باہر اور انتر کا دویت واد ختم نہیں ہوتا تھا۔ باہر میں، میں اُن کے شریر کے ساتھ لگا رہتا تھا۔ اور انتر میں ان کے روپ کو پرگٹ کر کے اُن کے پیچھے دوڑا کرتا تھا۔ انتر میں سمرن دھیان اور بھجن کرتا تھا۔ شبد کو سنتا تھا۔ اس طرح میری کھوج ختم نہیں ہوتی تھی۔ یہہ کریدا انہوں نے میری ختم کر دی۔ پہلی بات یہہ ہے کہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ دوسری بات یہہ ہے کہ میں سوارتھی نہیں تھا۔ کوئی کام میں نے اپنی مان بڑائی یا پنج سوارتھ کے لئے نہیں کرتا تھا۔ اسی کارن وہ کرید ختم ہو گئی

میں ست گورو ہوں۔ ست کہتے ہیں ہے پینے کو۔ ہے پنا کیسے پرگٹ ہوتا ہے۔؟ مجھکو اس بات کا گیان ہے کہ ہے پنا کیسے پرگٹ ہوتا ہے اس کا کھیل کیسے ہوتا ہے چونکہ مجھے اس بات کا گیان ہو گیا ہے کہ ست کیسے پرگٹ ہوتا ہے۔ کیسے پرکاش میں آتا ہے۔ اور کیسے اپنا کھیل کھیلتا ہے میں ست کا گیان رکھتا ہوں۔ اس لئے میں ست گورو وقت ہوں۔ سنت اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو ست میں رہتا ہے۔ چونکہ مجھے ست کا گیان ہے۔ اور میں ست میں رہتا ہوں۔ اس لئے میں ست گورو وقت اور سنت ست گورو ہوں۔

رسکھ سا کھا بُہتے کئے۔ ست گورو کیا نہ میت
چا لے تھے ست لوک کو۔ انت ہی اٹکا چیت

سال ۱۹۲۴ء میں ۱۳/ اپریل کو مالونہ مندر کے اُدگھاٹن کے اُوسر پر میں نے حضور سنت کرپال سنگھ جی مہاراج اور بھائی نندو سنگھ جی

اور دیگر مہاتماؤں سے ایکانت میں دریافت کیا کہ بھائی جی تو کسی کے اندر جا کر پرگٹ نہیں ہوتا۔ اور اس کی مدد نہیں کرتا۔ کیا آپ لوگ ایسا کرتے ہیں؟ تو سب مہاتماؤں نے یہی کہا کہ ہم لوگ بھی کسی کے اندر نہیں جاتے اور نہ کسی کی مدد کرتے ہیں۔ بھائی نند سنگھ نے یہہ بھی کہا کہ داتا دیال بھی یہی کہا کرتے تھے کہ وہ کسی کے اندر نہیں جاتے اور نہ اس کی سہایتا ہی کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے میں نے پوچھا کہ اگر کوئی آچارج اس رہسیہ کو گپت رکھ کر اپنی مان پرتشٹھا کرواتا ہے۔ اور اپنے آپ کو پوجواتا ہے۔ تو کیا وہ پاپ کا بھاگی نہیں ہوگا۔ سب مہاتماؤں نے یہی کہا کہ وہ آوشیہ پاپ کا بھاگی ہوگا۔

بابا ہرچرن سنگھ جی مہاراج کے ست سنگ میں لاکھوں آدمی آتے ہیں۔ ان کے تین شاگردوں کی موتیں ہوئیں۔ مرتے سمے انہوں نے کہا کہ ان کے اندر میرا اور بابا ہرچرن سنگھ جی کا روپ پرگٹ ہوا۔ ان لوگوں نے رادھا سوامی کہہ کر پران تیاگ دیا۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص کے لڑکے نے مجھ سے کہا کہ جب وہ اپنے پتا کے لاش کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو نیند آگئی۔ نیند میں اس نے ایک مہان پرکاش دیکھا۔ جس میں آگے آگے میں اور پیچھے پیچھے بابا ہرچرن سنگھ جی تھے۔ اس کا پتا ہم لوگوں کے ساتھ تھا۔ دھرم راج سے بھینٹ ہوئی۔ اس نے اس کے پتا کو پکڑنا چاہا تو میں نے دھرم راج سے کہا کہ بھاگ جاؤ! یہہ میرا ہنس ہے۔ بابا ہرچرن سنگھ جی سے اس کے بعد جب میری ملاقات ہوئی۔ تو یہہ بات میں نے ان سے کہی اور

پوچھا کہ بھائی صاحب میں تو نہیں گیا تھا۔ کیا آپ گئے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں بھی نہیں گیا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے ساتھ کوئی ڈیڑھ لاکھ ست سنگی رہتے ہیں۔ اپنی اگیان تا کے کارن آپ کی جان کھاتے ہیں اور آپ کو موٹر پر چڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کو اصلی بات بتا جائے تاکہ وہ لوگ بھول بھرم میں نہ پڑے رہیں۔ اور اپنی زندگیوں کو برباد نہ کرلیں۔ سنسار میں جو مت پر چلت ہیں۔ اُن کے انویائی اپنے اپنے وشواس کے انوسار اگیان بس اُن کے من سے جیسی جیسی کلپنائیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان کو وہ ست مان کر اس کے انوسار وہ کام کرتے رہتے ہیں۔ اس اگیان کو دور کرنے کے لئے میں شریر دھارن کر کے پرگٹ ہوا ہوں۔ تاکہ منش اپنے اپنے من کی واسناؤں میں پھنس کر بھٹکتا نہ رہے۔ اور اپنے نج گھر سے دور ہو کر آواگون کے چکر میں پڑا نہ رہے ہیں۔ اُس کو چتا کر اس کا نج سروپ جو آدی۔ انادی۔ جگادی۔ انام یا پرم تتو ہے۔ اس کو لکھا دوں تاکہ وہ حقیقت کو سمجھ جائے۔

اگر سوامی جی مہاراج کو اپنی پوجا کروانے ہوتی اور پنتھ کے چلانے کی ابھلاشا ہوتی تو وہ اپنی بانی میں یہ کبھی نہیں لکھتے کہ "وقت گورو بن کاج نہ سرئی" جب جب کوئی سنت ست گورو پرگٹ ہوتا ہے۔ تو پنتھ کے انویائیوں کو اس کی شکشا گرہن کرنی چاہئے۔ تاکہ اس کی سرت من کے چکر سے نکل کر اپنے نج سروپ کا گیان پراپت کرے۔ گورو نام ہے گیان کا۔ ست نام ہے سچے گیان کا۔ سنت ست گورو اس کو کہتے ہیں۔ جو شریر۔ من۔ بدھ

اور پرکاش کے اوپر چڑھ کر ان سب پر وجے پا لیتا ہے۔ اس کو شریمک مانسک اور آتمک جیون کے بودھ دھیان کی چینتاؤں کا گیان ہو جاتا ہے اس کی سرت اپنے آپ میں رہتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ میں جا سکتا ہے کیول ایسا ہی شخص کسی کے گھریلو۔ سماجک راج نیتک اور آتمک کاموں میں پَد درشک ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کے حکم پر چلنے سے اور کریا آتمک ہونے سے منشیہ کا کام سِدّھ ہو جاتا ہے۔ گورو کا سنمان کرنا اس کی سیوا کرنا۔ اور اس سے پریم کرنا آتمک اوستھا کا ایک عملی ادھیائے ہے۔ داتا دیال نے دیال کی مالی کو ذیل کا شبد لکھا تھا۔ مگر اس نے وچار نہیں کیا۔

شبد

پرگٹ بھئی رے رادھا سوامی۔ دھیان گربھ جھوٹل ہو
للنا درش پرس سنکار۔ جگت جس لوٹل ہو
چھوندس منگل راگ۔ ناد دھونی گاجل ہو
للنا ترکٹی محل اپار۔ اناہد باجل ہو
سُرت سکھی رہی جھوم۔ گگن من ناچل ہو
للنا پی پی امرت رس سار۔ رَت رہی ماتل ہو
پنڈت وید آچار کے۔ جوگ پُرائل ہو
للنا بندن وار بجائے۔ دوار بندھاول ہو

چھپی پر بلی بلی جاؤں۔ امنگ بڑھا دل ہو
للنا بھاگیہ ونتی بنی جا چک۔ بھگتی ور مانگل ہو

اس شبد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس کو تم گورو مانتے ہو۔ وہ تمہارے ہی دھیان سے پرگٹ ہوتا ہے۔ تم جس کو پوجتے ہو وہ تمہارا ہی تو آتما ہے۔ اس کے سواء اور کوئی وستو نہیں ہے۔

داتا دیال نے سنسار کے کلیان کے لئے مجھکو فقیر بنایا ہے اور آدیش دیا ہے کہ جگت کلیان کے لئے کام کرو۔ یہہ کام میں تم کو سونپتا ہوں۔ فقیر بجناولی میں اس پر ایک شبد آیا ہے۔ میرے سچائی کو پرگٹ کرنے سے وہ گورو لوگ جو اپنے آپ کو پوجواتے ہیں۔ دھن اور مان پراپت کرتے ہیں۔ ان کو اس کام کے کرنے میں بادھا پڑتی ہے۔ وہ میری دشمنی پر تل جاتے ہیں۔ اور مجھے نقصان پہونچانے کا جتن کرتے ہیں۔ میں ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں نِبھے پرش ہوں۔ مانگ اور پورتی کے انوسار جب کبھی سنسار میں آپتی آتی ہے۔ تب وہ سرب آدھار منشیہ کا روپ دھارن کر کے اس کو دور کرتا ہے۔ اور ملک میں سمتا استھاپت کر جاتا ہے۔ پرم شانتی اور نروان کا ادھیکاری وہی شخص ہوتا ہے جو اپنی سرت کو دھیہ من اور آتما کے بودھ بھان سے پرے رکھتا ہے۔ اور وہ ان میں خود پھنسا نہیں رہتا۔ اس اوستھا کا نام چوتھا پد ہے۔ پرانے زمانہ میں

وشیش وشیش وبکتی کو جو اس کا ادھیکاری سمجھا جاتا تھا۔ اس کو یہہ رہسیہ بتایا جاتا تھا۔ یہہ راز سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ کبیر صاحب جیسے ست گوروؤں نے اپنے گورومکھ شِشیہ دھرم داس کو یہہ بھید بتلاکر اس کو حکم دیا ہے۔

دھرم داس توہی لاکھ دوہائی
سار بھید باہر نہیں جائی

رادھا سوامی دیال نے بھی اپنی بانی میں کہا ہے۔

سنت بنا کوئی بھید نہ جانے
وہ تو ہی کہوں الگ میں

میں اس جگت میں پرم دیال بن کر پرگٹ ہوا ہوں۔ ایسا کہنے سے کوئی شخص مجھکو اہنکاری نہ سمجھ لے۔ میں کسی کو بلانے نہیں جاتا ہوں۔ کہ کوئی آکر میری بات سنے۔ میں اس حالت میں دوشی ہوتا جب کہ میں کسی سے کوئی آشا یا خواہش رکھتا۔ اس کی پشٹی میں داتا دیال نے جو شبد مجھکو لکھا ہے۔ وہ سناتا ہوں۔ تم اسے غور کے ساتھ سنو اور اس پر وچار کرو۔

شبد

دوجی کتھا ساؤں فقیرا۔ کان اِدھر لا بھائی
میں فقیر کا پریمی سیوک۔ تیاگ ہردے دوجتائی

سادھو کوئی لڑکا چڑھ بیٹھا۔ سنگ ہیں نر بہو تیرا
دُشٹ اجھاگی دیکھ کے سادھو اونچا کرو دھ گھنیرا
ہنسی اڑایا دھوم مچایا۔ مارا سر پہ لاٹھی
ٹھوٹا سر سادھو کا بھائی۔ ساجا ساج کوٹھائی
ہوئی آکاش بانی تب ایسی سادھو ہے مجھکو پیارا
ہیں سادھو کا سنیج لینی۔ چھن پل کا رکھوارا
الٹوں ناؤ ڈوباؤں سب کو۔ یہہ اندھ تھ نہیں بھاوے
کیوں کوئی اپرا دھی بن کر۔ میرا سادھ ستاوے
بانی سن کر سادھو دکھی بھیا۔ بولا جیتر سجا نا
تو دیال ہے میرا بھائی۔ اگم۔ انام۔ اما نا
جیو نبل اگیانی مورکھ۔ مایا بھینر بھنسا سے
یہہ نہیں سمجھیں سارتتو کو۔ بھول بھرم بھرمانے
دیا درشٹی کر انھیں چیتا دے۔ ریا دُجلا دے ان کا
میرے جیسا انھیں بنادے۔ دیا کا دے کہ کن کا
سادھ سنگ کا پھل نہیں پانی۔ لاچہ سادھ سنگ سوامی
میٹ بھرم اگیان جیو کا۔ چرن سرو نح نما می
پھر آکاش بانی ہوئی دوجی۔ ابو مست سن پیارے
لے تیرے چھن ماتر کی سنگت۔ یہہ جاویں بھوپارے

وشسٹ ہردے پچھتاوا آیا۔ سادھو چرن لگ رویا
سادھو نے اپنے رانگ لگا کر۔ پل میں دُرمتی کھو یا
مُن فقیر ہو جا فقیر اب۔ روپ سنبھار لے اپنا
جگ کے پرانی تیرے روپ ہیں میٹ دے ان کا تپنا
تیرا رُوپ ہے اَدبھت اچرج۔ تیری اُوتم دیہی
جگ کلیان جگت میں آیا۔ پرم دیال سنیہی

میرا مقصد صرف داتا دیال کی تعلیم کا پرچار کرنا ہے۔ جو یہہ ہے

آپ آپ کو آپ پچھانو
کہا اور کا نیک نہ مانو

اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے کسی پورن پُرش کی سنگت اور اس کے بچن کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ لوگ گورو گورو کہتے ہوئے مرجاتے ہیں۔ مگر گورو کو نہیں سمجھتے۔ سب لوگ مالک کل کی کھوج میں مندر مسجد۔ تیرتھ۔ مورت میں دوڑتے پھرتے ہیں۔ اور برت دھارن کرتے ہیں۔ وہ ان سب میں نہیں ملتا ہے۔ وہ کہاں ہے؟۔ اس کے لئے داتا دیال کا شبد ہے۔ تم شوق سے سنو۔

شبد

گھٹ میں درشن پاؤ گے۔ سند یہہ کچھ اس میں نہیں
میں تو گھٹ میں ہوں تمہارے۔ ڈھونڈلو مجھکو وہیں

شبد سنتے ہو میرا۔ انتر میں چت کو سادھ کر
سُرت میرا رُوپ ہے۔ اس کو سمجھ لینا ہیں
سُو کشم ہوں استھول ہوں۔ کارن ہوں کارن سے پرے
دیکھ درشٹی کو جما کر۔ اپنے انتر میں کہیں
چاہ جب درشن کی ہوگی۔ دیکھ لوگے آپ تم
جاگتے ہیں سوتے ہیں۔ سندھیا میں میں ہوں سب کہیں
رادھاسوامی دھام میں۔ سیوک ہوں رادھاسوامی کا
میل میلارام میں۔ اس کی پرکھ آئی نہیں

اس سے ثابت ہوا کہ مالک کل جس کو منشیہ ڈھونڈھتا پھرتا ہے وہ منشیہ کا نج سروپ ہے۔ رادھاسوامی مت والوں کو بھی اس کا انبھو (انبھون) گیا نہیں ہے۔ پرم سنت کبیر صاحب کہتے ہیں۔

شبد گورو کو کیجئے۔ بہو تک گورو لیار
اپنے اپنے سواد کی۔ ٹھور ٹھور بٹ مار

داتا دیال کا درجہ پتا کا تھا۔ اُن کا چولا دیا کا تھا۔ وہ ست سنگیوں کی غلطی کو اُن سے کہتے نہیں تھے۔ جب اوسر آ جاتا تھا۔ تب اس وقت ان کی غلطی بتلا دیا کرتے تھے۔ میرا درجہ تم لوگوں کے لئے بھائی کا ہے۔ بھائی کی غلطی کو بھائی بتلادیا کرتا ہے۔

"گورو نے چولا بدلا۔ شِشیہ نہ مانے سیکھ"

تم لوگ اِس خیال سے کہ مرتے سمے تمہارے گورو مہاراج آکر تم کو ستر گ لوک میں لے جائیں گے ۔ تم لوگ گورو کی سیوا کرتے ہو ۔ اور روپیہ پیسہ بھینٹ دیتے رہتے ہو ۔ یہہ سب مایا جال ہے ۔ گورو لوگ اپنا مان کرانے کے لئے اور اپنی گدی قائم رکھنے کے لئے ایسا کرتے رہتے ہیں ۔ موج نے مجھ کو سنسار میں پرگٹ کیا ۔ کہ میں حقیقت کو سمجھاؤں ۔ دوسرے گورو کو ان کے چیلے پرکاشوان کیا کرتے ہیں ۔ اور میں سویم ہی اپنے پرکاشوان ہونا رہتا ہوں ۔

جس استھان پر بیٹھ کر میں باتیں کر رہا ہوں ۔ اس استھان کی بات سمجھنے کے لئے ایسے آدمی چاہئے جو اس استھان کے قریب کے باسی ہوں ہر ایک شخص ہمارے استھان کے سمیپ کا باسی ہو نہیں ہو سکتا ۔ ہماری بات کو وہ سمجھ نہیں سکتا ۔ اس لئے تم پورے گورو کا ست سنگ کرو ۔ پورے گورو کے ست سنگ میں اس کی آنکھوں سے درشٹی کی دھارا اور مکھ سے بچن کی دھار جاری رہتی ہے ۔ جو پورن پرش اپنی خواہش یا باسنا کے ذریعہ تم کو کچھ دینا چاہتا ہے ۔ ایسے مہاتماؤں کے ہردے سے وہی وستو ان کے بچنوں دوارا یا درشٹی دوارا نکلتی رہتی ہے ۔ جو ان کے اندر میں ہوتی ہے ۔ ایک سدّھ ابھیاسی کی اگر اس کی یہہ اچھیا ہے کہ اس کا دھام آباد ہو جائے یا دھن دولت پراپت ہو جائے ۔ جب وہ کسی سے بات چیت کریگا یا ست سنگ کرائیگا تو اس کا بھاؤ دوسروں کو پربھاوت کر کے اس کے دھام کو آباد کرائیگا ۔ اور روپیہ دلائے گا ۔ میں دھام بنانے یا دھن دولت

اکٹھا کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ میں تم لوگوں کو اپنے بج گھر یا گورو

کے دیش لے جانے آیا ہوں۔ داتا دیال نے ۱۹۲۱ء میں مندرجہ ذیل

شبد مجھکو لکھا تھا۔ اس وقت مجھے اس بات کا بالکل گیان نہیں تھا

کہ میں سنسار میں کس لئے آیا ہوں جس کام کے لئے پرکرتی ماتا نے مجھے پیدا

کیا ہے۔ اس کا سنسکار داتا دیال نے مجھے نیچے لکھے ہوئے شبد دوارا

پردان کیا ہے۔

شبد

تیسجی کتھا سناؤں تجھ کو۔ سن سن کر چت لانا

کتھا نہیں یہہ اور کی پیارے۔ تیری کتھا سنانا

ہرگووند کو قید میں ڈالا۔ جہانگیر نے بھائی

لے گوالیر قلعہ میں پھانسا۔ ہوا بنٹ دکھدائی

میاں میر نے اسے جتایا۔ چھوڑ فقیر کو چھن میں

نہیں تو اُلٹے راج یہہ تیرا۔ ایک رات ایک دن میں

جہانگیر نے حکم سنایا۔ ہرگووند کو لاؤ

یہہ بولے میں قید نہ چھوڑوں۔ جتن کرو اپاؤ

میں فقیر ہوں دیہہ بندھ میں جیوؤں کے ہت آیا

سات ہزار چھوڑ دے قیدی۔ اُنکی من میں دایا

بادشاہ نے سب کو چھوڑا۔ تب یہہ باہر آئے
آپ چھُٹے اوروں کو چھڑایا۔ دیا سے کاج سجلے
یہہ اتہیاسک کتھا پُرانی۔ چرتر پونیت سُوہاون
من رنجن من چیت بڑھاون۔ من بھاون من پاون
دیہہ کے بندھن نفیر جو آوے۔ بندھ نربندھن سوئی
بندھ کر بندھوے جیو چھڑاوے۔ سمجھے یہہ گتی کوئی
تو تو آیا نردیہی ہیں۔ دھر نفیر کا بھیسا
دُکھی جیوٗ کو انگ لگا کر۔ لے جا گورو کے دیشا
تین تاپ سے جیو دکھی ہیں۔ نبل۔ ابل۔ اگیانی
تیرا کام دیا کا بھائی۔ نام دان دے دانی
نام نفیر دھرایا تو نے۔ کام نفیر کا کرلے
گورو کی دیا ساتھ لے اپنے بھگتی کی جھولی بھرلے
تو اعراق سے اب کے آیا۔ ست سنگت کے کارن
لے پرشاد یہہ ست سنگ کا۔ ہو جا بھو ندہی تارن
رادھا سوامی دیا کے ساگر۔ ہوں گے تیرے سہائی
نفقر میں اُترے سانچے نفیرا۔ سب کی کرے بھلائی

میں نے اپنے آپ کو وقت گورو کہہ کر اور شبدوں میں باندھ کر سم
بودھت کرتا ہوں، تاکہ تم لوگوں کو حقیقت کی تعلیم دے جاؤں۔ ورنہ اگر تم سمجھ سکتے ہو تو

سمجھ جاؤ۔ نہ میں گورو ہوں اور نہ چیلا ہوں۔ نہ سوامی ہوں۔ نہ سیوک ہوں۔ نہ خالق ہوں۔ نہ مخلوق ہوں۔ میں کیول ایک پرم تتو کا انش ہوں۔ وہ کب! جب کہ میں شریر۔ من اور آتما سے پرے ہوتا ہوں۔ یہاں پر ہر ایک شخص وہی ہے مگر اس کو اس کا گیان نہیں ہے۔ داتا دیال نے دیا کر کے مجھکو میرے روپ کا گیان کرا دیا ہے۔ اس روپ کا پتا بتانے کے لئے میں نے اپنے آپ کو شبدوں کے کلپت بندھن میں باندھکر وقت گورو کہہ کر سمبودھت کیا ہے۔ اپنے لکش کو سمجھانے کے لئے مجھے شبد نہیں ملتے۔ اگر تم سچ پوچھتے ہو تو ہمارا لکش شبدوں کے بندھن سے پرے ہے۔ میں نے اپنے کو اور دوسروں کو آکرشت کرنے کے لئے وقت گورو کا شبد اپنے لئے استعمال کیا ہے۔ کیونکہ داتا دیال کا کلام ہے

"بندھ کر بندھوے جیو چھٹرادے۔ یہہ گتی جانے کوئی"

ست سنگ کرنے کی ودہی یہہ ہے۔ ست سنگ میں تمہاری سُرت کا منھ بالکل کھلا رہے۔ کس کی طرف! میرے سُروپ اور بانی کی طرف جس وقت میں بچن کہتا ہوں تم کو چاہئے کہ اپنی سُرت سے میرے بچنوں کو سنو۔ انھیں گرہن کرتے جاؤ۔ اور اس وقت تک تم میری طرف برابر دیکھتے رہو۔ جب تک میں بچن سماپت نہ کر لوں۔ تمہارے من میں میرے بچنوں سے جو بدھی کی خوشی حاصل ہوگی۔ اس خوشی میں تم لین مست ہو جاؤ۔ ورنہ باہر سے ہماری دھار کو تم گرہن نہ کر سکو گے۔ تمہارے من میں سوال جواب بھی نہ اٹھا کریں۔ ایسا کرنے سے بھی تم ہماری بات کو پوری

طرح سے بخوبی گرہن نہ کر سکو گے ۔ جس وستو کے دینے کی خواہش سے میں تم کو بچن کہہ رہا ہوں اُس وستو کو تم مجھ سے حاصل نہ کر سکو گے ۔ اور ہمارے ست سنگ کرنے سے پورا لابھ تم کو مل نہ سکیگا جس وقت ست سنگ ختم ہو جائے ۔ ست سنگ کے بچنوں کو تم گنا کرو اس کو جگالی کرنا کہتے ہیں ۔ ایک نربندھن پرش کی سنگت کرنے سے تمہاری بھی وہی دشا ہوگی جو ایک معصوم بچے کی ہوتی ہے ۔ وہ کودتا ہے کھیلتا ہے ۔ پھاندتا ہے ۔ خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے مگر بولتا نہیں ۔

اے داتا دیال! میں آپ کا بڑا احسان مند ہوں ۔ آپ پرم تتو کے اوتار تھے ستیہ وادی پرش تھے ۔ میں نے آپ کو مالک کل کا روپ مانا ۔ میری سُرت روپی گائے اس سنسار روپی کیچڑ میں بری طرح سے پھنسی ہوئی تھی ۔ اور کال روپی شکاری اس کو مارنے کے لئے تیاری کر رہا تھا ۔ آپ نے اپنی نج دیا سے میری سرت روپی گائے کو اس سنسار کے دلدل سے نکال کر شکاری کال سے بچا لیا ۔ میری ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے مجھکو مکت کر گئے ۔ میری بھی دلی خواہش ہے کہ جس طرح آپ نے مجھے نربندھن کر دیا ہے ۔ اُسی طرح میں بھی دوسروں کو نربندھن کر جاؤں ۔ تم لوگ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرو تم سمجھ کر مکت ہو جاؤ گے تم گورو کے دیش کو چلے چلو ۔ جس کو اپنا نج گھر کہتے ہیں ۔ وہ دیش کون ہے ؟ وہ دیش اپنے آپ میں بالکل ٹھہر جانے کا ہے ۔ اور من یا سُرت کا کسی کے آشرت یا سہارے نہ ہونے کا ہے میں بڑا مُود کھ تھا ۔ مگر داتا دیال کا حکم ماننے سے میں تر گیا ہوں ۔ ترنا کیا ہے ؟ بھوجال سے نکل جانا ۔ بھوجال کیا ہے ۔ ؟ تمہارے من میں طرح طرح کے

سنکلپ وکلپ نت اٹھتے رہتے ہیں۔ مثلاً میرا پنتھ۔ میرا پریوار۔ میری سمپتی وغیرہ وغیرہ یہی بھوجال ہے اس کے سوا اور کوئی بھوجال نہیں ہے۔ سنتوں کے ست سنگ کرنے سے پرانی بھوجال سے نکل جاتے ہیں۔

لُوٹ

جگت میں کیسی لوٹ پڑی (ٹیک)
ماتا کہے پُوت ہے میرا۔ بھائی بھائی بناوے
گھر کی تِریا تن سے لپٹی۔ پتی کہہ رار مچاوے
بہن بہیر کہہ ہنس مسکاوے۔ موس کے دھن لے جاوے
پِتر بہو کہے سُسر سیانا۔ چھوٹے بھاؤ دیکھاوے
راجا کہے میری ہے پرجا۔ کرے کمائی آد ڈیکم
کھن کاڑھ مجھے دے آوتم۔ بیٹے چھانچھ نت مدّھیم
پنڈت دان دکشنا مانگے۔ سادھو بھگتا دھاری
تیرتھ مٹھ مُورت اور مندر۔ لوٹیں لوٹ کی باری
مرتے سمے آگ یہہ بولی۔ اسے جلا کھا جاوں
مٹی کہے گاڑھ دے مجھ میں۔ اپنا انش بناؤں
ہوا سکھا دے پانی بگلا دے۔ سِمٹا دے آکاشا
چکت ہوا یہہ دیکھ کے لیلا۔ لوٹ کا عجب تماشا

میں ہوں کون ۔ کون ہے میرا ۔ اس کی سمجھ نہ پائی
دیکھ لوٹ کا جگ لبتارا ۔ لوٹ ہوئی دکھدائی
کبھی کبھی بھول بھرم میں پھنس کر آپ لٹوں لٹواؤں
لوٹ لوٹ کے لُٹ گیا سارا ۔ لوٹ کا مرم نہ پاؤں
رادھا سوامی کی سنگت پائی ۔ سمجھ لوٹ کی آئی
ویاکل چیت چرنوں میں آیا ۔ لی ست گورو کی شرنائی

میں بچہ تھا ۔ جوان ہوا ۔ سمجھ بوجھ کی شکتی آئی ۔ ماتا پتا اپنی اچھیا کے انوسار کام میں لگانا چاہتے تھے ۔ میری لوٹ شروع ہوگئی میں سوچتا ہوں کہ یہہ سنسار کیا ہے ؟ ہر نظر سے یہہ لوٹ کا استھان ہے ۔ لُٹنا اور لٹوانا کیا ہے ۔ ؟ دوسروں کو اپنی طرف آکرشت کرنا لوٹنا ہے ۔ اور سوئم کسی کی اور آکرشت ہونا لٹوانا ہے ۔

لوٹنے یا لٹوانے میں کونسی چیز لُٹتی ہے ؟ وہ ہے تمہاری سُرت دونوں میں سکھ دکھ ہوتا ہے ۔ بچوں کی طرف ہماری سُرت آپ ہی آکرشت ہوتی ہے ۔ اور گورو لوگ ہماری سُرت کو آکرشت کرتے ہیں ۔ میں اس لٹنے سے دکھی ہو گیا ۔ اس سے بچنے کے لئے داتا دیال کی شرن لی ۔ انہوں نے نام دان پردان کیا ۔ اور شبد یوگ کا ابھیاس سکھلایا ۔ یہہ شبد یوگ کیا ہے ۔ اس کا ذکر نیچے کیا جاتا ہے ۔

شبد

سُن فقیر تو ہی بھید سناؤں ۔ شبد یوگ کھول کر جتلاؤں
سہس کمل دل رہے انیک ۔ اس پد میں نہیں سوجھے ایک
یہہ وراٹ کا رُوپ کہاوے ۔ دو پر کار کے شبد سناوے
جوت نرنجن ۔ مایا ۔ ایشور ۔ پرگٹے یہاں استھول رُوپ دھر
سہس آنکھ اور سہس کان ہن ۔ سہس کلا کا یہ استھان ہے
دیکھ وراٹ کا اگم بھی ۔ چیت میں ہو پرسن
تب ترکٹی کی اور چل ۔ دھر گورو مورت من
ترکٹی پد میں ہے اونکارا ۔ ترلوکی کا سار پسارا
آ ۔ و ۔ م کا شبد رسال ۔ دھن پرگٹے ۔ سن چیت سنبھال
لالی اوشا درشٹی میں آئی ۔ سورت دیکھ دیکھ ہرکھائی
گورو نے دھارا لال سروپ ۔ شرتی سنگت ترلوکی بھوپ
ست ۔ رنج ۔ تم کی دھارا تین ۔ پرگٹی یہاں سے سُن سُن چینہہ
وید دھام پرلو دشا ۔ سہج ادگیت کا ساج
راگ سناوے ادبھتی ۔ تین ترپٹی دل ساج
گورو سے بھید پائے چل آگے ۔ سرت پریم کے رس میں پاگے
شونیہ شکھر چڑھ دھیان لگاوے ۔ یہاں دو بیت پد روپ دیکھاوے

دیہہ۔ دھیاتا اور گیانی گیا تا تِنّ میں دُویت بھاؤ رہے ماتا
رنگڑی سارنگی کی دُھن۔ دُوئے دھار ہوئی بے تن
پُرش پر کرتی کا یہہ استھان۔ لیلا رچی وچار جہان
یہہ سُویکلپ سمادھی کا۔ دھام ہے میرے فقیر
جوگی جوگ کے بندّھی سے۔ دیہہ کی بھولے پیر
جہاں تن تِس پرے رہائی۔ برہمہ ریندر کی چوکھی بھائی
گھور اندھیرا چھایا جہاں۔ گورو بل سے سُرت پہونچی وہاں
پران سُور وچیترا پارا۔ اُوجل بِمل۔ اَمل۔ اتی پیارا
مان سرو ورکرا اشتان۔ جائے لگایا گورو کا دھیان
لگی سمادھی اکھنڈا اُوپ۔ نہیں وہاں پرجا نہیں وہاں بھوپ
نِرویکلپ بدہتی نرکھ۔ یہہ ادویت کا دھام
سادھ تاہی تو سُرت سے۔ رے لے گورو کا نام
کثرت اثنینت اور وحدت۔ تینوں کا اتی بھید اَدبھت
جوگی۔ گیانی۔ رشی منی بھائی۔ ان تینوں میں رہے لُبھائی
ست چت آنند میں ٹھہرائی۔ دیہہ بدّھی سورت بھرمائی
ست ہے دیہہ۔ یوگی کا یوگ۔ چت ہے من گیانی کا سوگ
آنند برہمہ سُرت کی لیلا۔ مایا کال نے ان کو کیلا
تینوں تینوں میں پھنسے۔ ست گورو ملا نہ کوئے
یہہ سب بھولے آپ میں۔ رگئے بھرم میں کھوئے

استھول سو کشم میں رہے بھلانے ۔ نہیں کوئی پہونچا ٹھور ٹھکانے
ترُیا تیت کا بھید نہ جانا ۔ تریاتیت کا ملا نہ گیا تا
کیسے کھول کھول سمجھاؤں ۔ میتھاواد کو کہی بدھی گاوں

دیہہ ست اور کرم ہے ۔ من چت ہی ہے گیان
سُرت آنند کا روپ ہے ۔ یہہ وچارلے مان

یہاں تک سب کی گم ہے بھائی ۔ آگے کی کوئی خبر نہ پائی
سُن ست گورو کا تو اُپدیش ۔ آگے دھام میں کر پرویش
بھنور گپھا کی کھڑکی کھول ۔ سُن سوہنگ کی بنسی بول
مایا کال کا بھید پہچان ۔ تب ست گورو کا پاوے گیان
من ہے گیان چیت میرے بھائی ۔ بکلی دشا نہ جا بھرمائی

سچّی تریا یہاں ملے ۔ تریاتیت پرکھ
دونوں کی گم گپھا میں ۔ من میں اپنے نرکھ

چل آگے کو مرد فقیرا ۔ ست پد ۔ ست گورو پد لے دھیرا
بین کی دھن جہاں پرگٹی ست ست ۔ سنت پرش کا درس پرس تت
وہاں نہیں دھیہ نہ گیہہ نہ مایا ۔ یہاں نہیں سورج چاند نہ چھایا
ایک ستّ کا بھان فقیرا ۔ الکھ ۔ اگم چل گہر گنبھیرا
رادھا سوامی اَچل مقام ۔ یہاں ملے سانچا لبرام

بھید بتایا مُول یہہ۔ سنت متے کا سار
ست سنگت ابھیاس بن۔ سمجھ بُوجھ سے پار
شبد جوگ کو سادھ کر۔ بن سنگت کے بین
تب سمجھے گا تتو کو۔ تتو بھید ہے سین
سین بین کو جو لکھے۔ سوئی سنت فقیر
رادھاسوامی کی دیا۔ نہیں ویاپے بھو پیر

سب سے پہلے ہم لوگ اس دیہہ میں لٹے جاتے ہیں۔ چونکہ ہم اس دیہہ میں رہتے ہیں اور لیتے ہیں۔ اسی سبب سے اس استھول دیہہ کو اپنا آپا سمجھتے ہیں۔ یہہ دیہہ کیا ہے۔؟ یہہ استھول پرکرتی سے بنا ہوا ہے۔ اگر تم لٹنا یا لٹوانا نہیں چاہتے ہو تو اِس استھول دیہہ سے پرے ہو جاؤ۔ جب تک تم اس دیہہ میں رہو گے۔ یہہ لوٹ کبھی سمایت نہیں ہو گی۔ تم دیہہ دھاری ہو۔ تم کو بھوک پیاس۔ گرمی سردی ضرور لگے گی۔ اگر کچھ نہیں لوٹتے تو پیٹ بھرنے کے لئے۔ دیہہ کی رکشا کرنے کے لئے جو کام تم کرو گے۔ اُس میں کسی سے کچھ لینا ہو گا۔ اور کسی کو کچھ دینا ہو گا۔ اس سے چھٹکارا پانے کے لئے داتا دیال نے جو اُپائے بتایا تھا وہ یہہ ہے۔ کہ تم بھرو مدھیہ میں جس کو سہس دل کمل بھی کہتے ہیں۔ دھیان کیا کرو۔ جب اِس سے تم نکلو گے۔ تم کو دو پرکار کے شبد سنائی دیں گے۔ جو گھنٹہ اور سنکھ کے ہوں گے۔ یہہ دونوں شبد کیا

ہیں۔ سہس دل کمل میں تمہارے استھول دیہہ کی پرکرتی جب اکٹھا ہوتی ہے تو گھنڈ اور سنکھ کی دھنی سنائی دیتی ہے۔ جیسے اس سنسار میں دودھاتوؤں کو ملا کر گھنٹہ بنایا جاتا ہے۔ اس پر مار پڑنے سے شبد سنائی دیتا ہے۔ ویسے ہی تمہارے انتر میں سہس دل کنول کے مقام پر جب درتی اکٹھی ہوتی ہے تو گھنٹہ یا سنکھ کی دھنی سنائی دیتی ہے۔ یہہ مقام ایک کا استھان ہے۔ تمہارے شریر کی بناوٹ میں سورج چاند ستارے وغیرہ مددگار ہوتے ہیں۔ ان کی کرنیں بھوجن کے روپ میں تمہارے شریر میں اثر انداز رہتی ہیں۔ ان ہی کے آدھار پر جوتشیوں نے گرہوں کے وچار سے کسی کے بارے میں بھوشیہ بانی بھی کیا کرتے ہیں۔ جو جس راشی میں جنم لیتا ہے۔ وہ اس کے پرچھاؤں سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ اس راشی یا گرہ کا اثر اس پر ضرور ہوتا ہے۔ منشی نوندھ رائے علی گڈھ نواسی جوتشی تھے۔ وہ داتا دیال کے بڑے پریمی تھے۔ انہوں نے داتا دیال سے کہا تھا کہ مہاراج آپ پر راہو کی دشا آگئی ہے۔ آپ کا سارا کاروبار فیل ہو جائے گا۔ یہہ وراٹ پرش اتنا شکتی شالی ہے۔ کہ اس کے پرچھاؤں سے کوئی جیو۔ جنتو۔ پیر۔ پیغمبر۔ اولیا اور اوتار بچ نہیں سکتے۔ اس وراٹ پرش کا پرچھاؤ ہمارے دوارا ان لوگوں پر بھی پڑتا ہے۔ جو ہم سے سمبندھ رکھتے ہیں۔ ہمارے بہو کو لڑکا پیدا ہوا۔ میں نے جوتشی سے اس کا ٹیوا بنوایا۔ اس نے کہا یہہ اپنی دادی کو بھاری ہے۔ ڈھائی مہینہ کے بھیتر میری استری چل بسی۔ جو منش اس وراٹ پرش کو اپنا اشٹ بنا کر اسی کو سب کچھ مان لیتے ہیں

وہ اس کے لوٹ سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ سمبندھ وراٹ پُرش سے ہے
وہ لوگ نہیں بچ سکتے۔ اس سنسار میں جتنا پریورتن ہوتا ہے جیسے
سوراج کا ملنا۔ پاکستان کا بننا۔ یہہ سب کام وراٹ پرش کے آدھین
ہیں۔ جس شئے کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔ وہ سب پریورتن
شیل ہیں۔ اسی کارن سے سنت مہاتما لوگ پرمانند کی پراپتی کے لئے
جوت نرنجن یا وراٹ پرش کا اشٹ کسی کو دھارن نہیں کرواتے
اس وراٹ پرش کی جوتی کا انش تم میں بھی ویاپک ہے۔ اگر تم اس کو
اپنا اشٹ بناؤ گے اور اسی کو سب کچھ سمجھتے رہو گے۔ تو تم دُکھ سُکھ
سے کبھی نہیں بچ سکو گے۔ اس کا تم کو خیال رہے۔

یہہ وراٹ پرش کا پربھاؤ ہے۔ اس نے ایسی ہی رچنا کی ہے۔ اسی
سبب سے سنتوں نے جیوؤں کی سُرت کو اس کال اور مایا سے ہٹا کر
پرم تتو یا سرب آدھار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تاکہ ان کا آواگون یا
دُکھ سُکھ سدا کے لئے سماپت ہو جائے۔ تم لوگ شبد ابھیاس کرتے
ہو۔ اپنا سارا جیون اسی گھنٹہ شنکھ کی آواز سننے میں کبھی نہ گنوا دینا
جب تک تم اس کی لالسا میں رہو گے۔ تمہارا آواگون کبھی سماپت نہ ہوگا
اس لئے تم اپنا سارا جیون اسی میں مت صرف کیا کرو۔ مجھے اپنے
مقصد کو ظاہر کرنے کے لئے شبد نہیں ملتے۔ اسی لئے میں سنکیت سے
سمجھا دیتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس پرکرتی نے مجھکو پیدا کیا ہے
وہ سمجھنے والوں کو میرا سنکیت سمجھنے میں مدد دے گی۔ ایک استھان کا

ابھیاس سماپت ہو جانے پر شاغل کو دوسرے استھان پر چلے جانا چاہئے۔ استھان کا تبدیل کرنا نہایت ضروری ہے۔

تمہارے انتر میں گورو کا جو روپ پرگٹ ہوتا ہے۔ اس کو گورو سروپ کہتے ہیں۔ دراصل گورو اور ست گورو میں انتر ہوتا ہے۔ جس کو تم گورو کہتے ہو۔ وہ تمہارے من کا روپ ہے۔ اور جس کو تم ست گورو کہتے ہو۔ وہ تمہاری سُرت کا روپ ہے۔ ترکُٹی میں تمہارے انتر جو گورو کا روپ پرگٹ ہوتا ہے۔ وہ تمہارے ہی من کا روپ ہے۔ میں تم لوگوں کو اپنے آدھین نہیں رکھنا چاہتا۔ میں تم لوگوں کو آزاد بنا دینا چاہتا ہوں۔ چونکہ تم لوگ لُٹے ہوئے ہو۔ اس وجہ سے تم میری باتوں کو گرہن کرنے میں اسمرتھ ہو۔

تمہارے من کے سوکشم وچار جب اکٹھا ہو جاتے ہیں تو وہ ویسا ہی روپ دھارن کر لیتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ بابا فقیر چند ہوشیارپور میں رہتا ہے۔ یہہ بات غلط ہے۔ وہ تمہارے من میں رہتا ہے۔ اس کی تلاش تم اپنے من ہی میں کیا کرو۔ اگر میں اس کو صاف صاف نہیں کہتا ہوں تو تم لوگ زندگی بھر لُٹتے رہوگے۔ اس خیال کی پشٹی داتا دیال کے شبد سے ہوتی ہے۔

شبد

یہہ من سمجھیں جوگ سادھو! یہہ من سمجھیں جوگ (ٹیک)
من ہی گیان اور من ہی دھیان ہے۔ من ہی موکش اور بھوگ

من میں وید کو پڑھتے برہما۔ شنکر کرتے جوگ
من ہی اندر شہر شٹی وباپی۔ من ہی میں ہے روگ
من گووند۔ من گورکھ رُوپا۔ من ہی یوگ بیوگ
من ہی پانی۔ من ہی اگنی۔ من ہی آنند یوگ
من ہی گورو ہے من ہی چیلا۔ من ہی برہمہ سنجوگ
من ہی کا بیوہار جگت میں۔ نا ہیں سمجھے لوگ

تم اس شبد کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ تم کو لُٹنے میں سُواد آتا ہے۔ میں تمہارے کلیان کے لئے صاف صاف کہہ رہا ہوں جن کا سمبندھ میرے ساتھ ہے۔ میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے انتر میں جو میرا روپ پرگٹ ہوتا ہے۔ تم اُسے نیقر چند خلف مست رام ساکن ہوشیار پور مت سمجھو۔ اگر تم ایسا سمجھو گے تو تم مر کر ہوشیار پور میں جنم لوگے۔ اور تمہارا آواگون کبھی سماپت نہیں ہوگا۔ اگر میں ایسا نہیں کہتا تو تم کو دھوکا دیتا ہوں اور تم کو لوٹنا چاہتا ہوں۔ میں اِس دنیا میں تم لوگوں کو لوٹنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ داتا دیال نے مجھکو سمجھا تھا اور مجھکو پہچانا تھا کہ میں سچا آدمی ہوں۔ ورنہ وہ میرے لئے یہہ کبھی نہیں لکھتے کہ یہہ "تیری اُوتم دیہی" ہے اور تو بھوندی تارن ہے۔ وہ یہہ پدوی مجھکو کیوں دیتے ہیں۔ انہوں نے اوروں کے لئے ایسے شبد استعمال تو نہیں کئے ہیں۔ چونکہ مجھکو کام کرنا تھا۔ اور مجھ سے انھیں کام لینا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس طرح کے

شبد استعمال میں لائے ہیں۔ جن کو لٹنا اور لٹوانا پسند ہے۔ وہ آپ لوٹیں اور لوٹوائیں۔ میں جیوؤں کے کلیان کے لئے آیا ہوں۔ اگر میں خود مکت نہیں ہوں۔ تو تم لوگوں کو کیسے مکت کر سکتا ہوں۔ چونکہ میں سنت ست گورو وقت ہوں اس لئے میں تم لوگوں کو گورو کے دیش لے جانا چاہتا ہوں۔ آج تم لوگ میری باتوں کو نہیں سمجھتے ہو ان باتوں کو تم اپنے دل میں رکھو۔ کبھی نہ کبھی سمجھ جاؤ گے۔ سچی باتوں کا اثر آولیشہ ہوتا ہے۔ خیال رہے۔

میں تمہیں وشواس دلا رہا ہوں۔ کہ جو روپ تم اپنے انتر میں بناتے ہو۔ وہ تمہارا ہی مانسک روپ ہے۔ تمہارا من ہی گورو روپ ہے اور تمہاری سُرت ہی ست گورو سروپ ہے۔ جب تم آخری اوستھا میں پہونچ جاؤ گے۔ تو تم کو مجبور ہونا پڑے گا۔ کہ تم اپنے ہی سروپ میں ٹھہرو۔ جو روپ تم میں پرگٹ ہوتا ہے۔ اس میں لے ہونے کی اوستھا کا نام من ہے۔ پُرش اور استری کا پریم کام کا وشے ہے۔ گورو کا پریم ادھیاتمک وشئے ہے۔ جو اشخاص من سے گورو کے ساتھ پریم کرتے ہیں۔ وہ اس کے سروپ میں لئے ہو جائیں گے۔ ان کی حالت ویسے ہی ہوگی۔ جو ایک کامی پُرش کی استری بھوگ کے بعد ہو جاتی ہے۔ جب تم ایسا کرو گے۔ تب ہی تمہارے من میں شانتی آجائیگی ایسے ہی گورو روپ کا پریم بھی تمکو ہمیشہ نہیں رکھنا چاہئے۔ گورو سے ہمیشہ کا پریم ان لوگوں کا ہوتا ہے جو حرصی ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک بوڑھا آدمی جس میں کام بھوگنے کی شکتی نہیں ہے۔ مگر پھر بھر کام بھوگتا رہتا ہے۔ یا بھوگنا چاہتا ہے۔ ویسے ہی یہہ ست سنگی جیو بھی ہیں۔ جو اپنے انتر میں گورو روپ

کو پر گٹ کر لیا کرتے ہیں۔ صرف منو آنند کے لئے ہی وہ ایسا کرتے ہیں۔ جو ست سنگی اپنے نج گھر جانا چاہتے ہیں۔ وہ من کے چکر سے نکل کر ست گورو کے روپ میں ٹھہرنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ ان کا منورتھ سدھ ہو جائے میں یہہ باتیں کسی نج سوارتھ کے بس نہیں کہہ رہا ہوں۔ اگر اس میں میرا اپنا نج سوارتھ ہوتا تو میں ایسی باتیں کبھی نہ کہتا۔ بلکہ یہہ کہتا کہ تم مجھے پوجو۔ پھول، ہار چڑھاؤ۔ بھینٹ روپیہ آگے دھرو اور میری پرکرما کیا کرو۔ بھائیو! انسانی شریر دُرلبھ ہے۔ یہہ بڑے بھاگ سے ملتا ہے۔ اس لئے تم اس کا دُراُپ یوگ مت کیا کرو۔ بلکہ اس کی قدر کیا کرو۔

ترکُٹی کا استھان کیا ہے؟ وہ تمہارے من کے ٹھہرنے کا استھان ہے تم اپنے من کو ترکُٹی میں ٹھہراؤ۔ گورو کون ہے؟ تمہارا اپنا بھاؤ۔ شردھا اور وشواس ہی گورو ہے۔ لال رنگ کیا ہے؟ یہہ تمہارے ہی اُنوبھو ہیں جس قدر تمہاری شردھا ہوگی۔ اسی قدر تمہارے چت کی ورتی ایکاگر ہوگی۔ اگر میں صاف صاف باتیں نہیں کہتا ہوں تو میں تم کو دھوکا دے رہا ہوں۔ تمہارا بھوگ۔ روگ۔ اور سوگ جو کچھ بھی ہے۔ وہ تمہارے ہی من کا بیوہار ہے داتا دیال کی اس تعلیم سے میں نربندھن ہو گیا ہوں۔ جو شخص میرا درشن کریگا میری باتیں سنے گا۔ اور میرا دھیان کرے گا۔ وہ بھی نربندھن ضرور ہو جائے گا کیونکہ (LAW OF RADIATION) کے نیم کے انوسار۔ جو جیسا ہوتا ہے اس سے ویسی ہی دھارا نکلا کرتی ہے۔ جو اس دھارا سے لابھ اٹھاتا ہے وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جب کوئی دُکھی آدمی میرے پاس اپنا دکھ لیکر آتا ہے

تو میں اس سے کہہ دیتا ہوں۔ کہ تم میرا دھیان کیا کرو اس کو میرے دھیان سے لابھ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دُکھ درد سارے دور ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی شخص کسی نربندھن پرش کا درشن کریگا۔ اس کے بچن سن ے گا۔ یا اس کا دھیان کریگا وہ بھی نربندھن ضرور ہو جائے گا۔ اور شانتی کو حاصل کریگا جیسے ایک کامی پرش کو کسی سندر استری کے دیکھنے سے اس کے من میں کام پیدا ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی ایک مکت پرش کے روزانہ درس پرس اور دھیان سے دھیان کرنے والے کے اندر وہ اوستھا ضرور آ جانی چاہئے۔ جب پرکرتی ماتا نے مجھکو ایسا ہی بنایا ہے تو میں سچی بات کہنے سے کیوں شرماؤں تم میرا ست سنگ کر کے میری باتوں کو آزما دیکھو اگر یہہ حقیقت سے خالی ہیں تب تم میری شکایت کرو۔

میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ قدرت کے نیم کے انوسار ہی کہا ہے۔ اگر بھارت ورش میں پندرہ۔ بیس آدمی میرے جیسے نربندھ پیدا ہو جائیں تو یہہ بھارت ورش سرگ دھام ہی بن جائے گا۔ میں اچھی طرح یہہ سمجھتا ہوں کہ میرے ایسا کہنے سے دنیا مجھکو اہنکاری یا بدماغ کہے گی۔

داتا دیال نے مجھکو یہہ کام سونپا ہے۔ اگر میں اسے نہیں کرتا ہوں تو میں ان کی آگیا کی اُلنگھن یا عدول حکمی کرتا ہوں۔ پھر ان کا بخش قائم نہیں رہتا ہے۔ میں اس کام کے بدلے میں کسی سے کچھ لیتا یا مانگتا بھی نہیں ہوں۔ پرم سنت کبیر صاحب کا کتھن ہے۔

مرجاؤں مانگوں نہیں اپنے تن کے کاج　　پرمارتھ کے کارنے موہی نہ آوے لاج

مگر میں کہتا ہوں۔

مرجاؤں مانگوں نہیں۔اپنے تن کے کاج
پرمارتھ کے کارنے۔مجھکو آوے نہ لاج

میں نے یہہ بات داتا دیال کی تعلیم سے سیکھی ہے۔ میرے گرو بھی ایسے ہی ہیں۔ان کے پربھاؤ سے میں ایسا کہہ رہا ہوں۔اس میں میری کوئی بڑائی نہیں ہے۔میں ایسا بنایا ہی گیا ہوں۔تم لاکھ کوشش کرو وہ بدل نہیں سکتا۔قدرت کا منشاء ایسا ہی ہے۔اگر تم ابھیاس کرتے ہو تو کرو۔یہہ اچھی بات ہے۔مگر ساری عمر تم ایسی ابھیاس میں مت پھنسے رہو۔ایک ہی استھان میں مت اٹکے رہو تم استھان ضرور بدلتے ہوئے چلا چلو۔جب تک تمہارا "میں پنا" ختم نہ ہو جائے۔اور آخری منزل پر تم پہونچ نہ جاؤ۔ابھیاس کو کبھی نہیں چھوڑنا۔تم یہہ یاد رکھو جن لوگوں میں ابھی سنساری باسنائیں باقی ہیں۔وہ دھر پد تک نہیں پہونچ سکتے۔اس بات کا سماپت ہونا ہی موج کے آدھین رہتا ہے۔

کچھ کرنی۔کچھ کرم گتی۔کچھک پور بلے لیکھ
دیکھو بھاگ کبیر کا۔لکھ سے ہوا الیکھ

تم حوس مت کیا کرو۔تڑپو مت۔مالک کے موج میں رہا کرو ست سنگ میں تم اپنے آدرش کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لو۔جو آدی اَنادی۔جگادی اور انام ہے۔گورو کے پیچھے پیچھے مت پھرا کرو۔ورنہ لٹ جاؤ گے۔

میں ست سنگ کر اچلا ہوں۔ اگر داتا دیال کا یہہ واکیہ صحیح ہے
کہ میں "بھو ندھی تارن ہوں" تو یہہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ جو لوگ میرا ست
سنگ کریں گے اور میرے کہنے پر عمل کریں گے وہ بھو سے تر نہ جائیں۔ اگر
ایسا نہیں ہوتا ہے تو داتا دیال کا یہہ کتھن یا واکیہ غیر صحیح ٹھہرتا ہے۔
میں نے اپنا کرتب سچائی کے ساتھ نبھا دیا ہے۔ داتا دیال کا جیون
عملی اور کریا آتمک جیون تھا۔ تم ان کی تعلیم پر دھیان دو۔ وہ کیا اپدیش
دے گئے ہیں۔

شبد

آس آس جیو بندھے۔ آس جم کی پھانسی (ٹیک)
آس بے نراس نبے۔ چت سے اُداس بنے
دبدھہ سانس سانس بنے۔ جگ کرائی ہانسی
کوئی چاہے دھن کا دان۔ کوئی مانگے من کا مان
کوئی گیان۔ کوئی دھیان۔ اپنا رُوپ ناسی
بندھن پھندس مکتی مانگے۔ جوگ جتن جگتی مانگے
بھگتی سدھی شکتی مانگے۔ پرم تتو ناسی
کوئی سمجھے تر تیار۔ کوئی کرشن سے پیار
کوئی بُدھہ کا بہار۔ لیسے پُوری کاشی

تھکے ناہیں اپنا رُوپ۔ پڑے بھو کے ڈُوندکوُپ
سونہیں پیچانہ بحبوپ۔ مایا وشوا سی
کھول کہوں مانے ناہیں۔ جھگڑا کریں گہہ کے باہنہ
نہیں لیں ست گورو کی چھانہہ۔ من جل میں پیاسی
رادھا سوامی نج سروپ۔ ادبھت اجرج انوپ
غوطہ مارتن کے کوپ۔ ہو جا سکھ راسی

مجھ میں آس تھی۔ کیونکہ مجھکو ستیہ تا کا گیان نہیں تھا۔ میں بھول بھرم میں پھنسا ہوا تھا۔ آس مالک کل کو میں داتا دیال کے روپ میں سمجھتا تھا۔ باؤلا۔ کہلایا۔ دیوانہ بنا۔ کیونکہ مجھے اپنے روپ کا گیان نہیں تھا۔ میں آسی مالک سے داتا دیال کے رُوپ میں پریم کیا کرتا تھا۔ دھام پر جاتا تھا۔ وہاں کے پیڑوں اور پھولوں اور کھیت کی کیاریوں کو چومتا تھا۔ اس میں آنند لیتا تھا۔ میں ایسا کیوں کرتا تھا۔؟ کیونکہ میں لٹا ہوا تھا اور پریم میں اندھا بنا ہوا تھا۔

استریوں میں بھی ویسا ہی پریم ہوتا ہے۔ جیسا مجھ میں پریم تھا۔ مجھ میں بھی سرت تھی۔ استریوں میں بھی سرت ہوتی ہے۔ ہر ایک شخص میں ایک یہہ جذبہ ہوتا ہے۔ اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ کوئی استری کسی مہاتما کے بہیر کبھی نہ چھوئے۔ اس کا پھل اچھا نہیں ہوتا۔ اس سے

کام انگ پیدا ہوتا ہے۔ میں استریوں کو ادھورے جہاتماؤں کا شیشیہ بنا کر ملک میں ڈرا چار پھیلانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ پرم سنت کبیر صاحب کا حکم ہے۔

نا ری نرکھ نہ دیکھئے۔ نرکھ نہ کیجئے دور
دیکھت ہی سے وِش چڑھے۔ من آبج کچھ اور

اس لئے پہلا اسٹیج (STAGE) ختم ہونے تک میں استریوں کا آچارج استریوں کو ہی بنانا چاہتا ہوں۔ میں پریم کی قدر کرتا ہوں میں نے سویم ایسا کیا ہے۔ مگر یہ اگیان ہے۔ اس غلط پرتھا سے استریاں بدنام ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی آدمی میرا مان "ست گیان داتا" سمجھ کر کرتا ہے تو وہ ٹھیک کرتا ہے۔ میں گیان تتھا نِروان کا دینے والا ہوں۔ یہہ بات بالکل سیتہ ہے۔ اِس درشٹی سے مان کا ادھیکاری ہوں مگر اس سے ادھک میرا اور کوئی مہتّت نہیں ہے۔ اس کا تم کو خیال رکھنا چاہئے۔

جن لوگوں کو تم جہاتما سمجھتے ہو۔ وہ سنت نہیں ہیں۔ ہاں وہ گورد مکھ ہنس۔ پرم ہنس اور سادھو ہو سکتے ہیں۔ جیوؤں کو دلاسا دینے کے لئے۔ اُن کے ہت کے لئے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ اس کے انوسار کام کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ میرے پاس بھی دکھی لوگ آتے رہتے ہیں۔ جو میری بات کو نہیں سمجھتے ان سے اُن کی بات کہہ کر ان کو سہارا دیتا رہتا ہوں۔ مگر اس کا یہہ مطلب نہیں ہے۔

کہ میرے سہارا دینے سے وہ دُھر دھام کو پہونچ جائیں گے۔ میرا کام سہارا دینا نہیں ہے۔ میرا کام ان کو سیدھے گورو کے دیش لے جانا ہے۔ کیونکہ وہ میرا پیارا بدھ کرم ہے۔ اور میرا کرتب ہے۔

سہس دل کنول سے لیکر بھنور گپھا تک پانچ استھان ہیں سہس دل کمل میں انیک واد ہے۔ ترکٹی میں ترے واد ہے۔ اور سُن میں دویت واد ہے اور جہاسُن میں اَدویت واد ہے۔ یہہ سب استھان تمہارے من کے بُودھ نجان کے کھیل ہیں۔ جب تک جیون ہے۔ ان کا پربھاؤ تم پر ضرور پڑتا رہے گا۔ تم ان کے اثرات میں پھنسو نہیں۔ میرے روپ کا تمہارے اندر پرگٹ ہونا۔ تمہارے شردھا اور وشواس کا پھل ہی ہے۔ میں تمہارے اندر پرگٹ ہوگیا۔ تم نے مجھکو اپنے سے الگ سمجھ کر اپنا دھن مال مجھکو دے دیا۔ اس کام کے کرنے سے تم لٹ گئے یا نہیں؟ اگر تم من سے نہیں نکل سکتے تو تم دنیا کی آشائیں رکھو۔ اور خوب رکھو۔ مگر اتنا سمجھ لو کہ یہہ سب تمہارے ہی من کے کھیل ہیں۔ تم مسافر ہو۔ تمہارا اپنا گھر کوئی اور جگہ ہے۔ تم کو یہہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے گھر جانا ہے۔ اس لئے تم اپنا اشٹ اس کو بناؤ جو تن گن تمک جگت سے پرے ہے۔ ست سنگ میں اس رہسیہ کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لو۔ انت سمے اس کو یاد کرو جو سب کا آدھار اور کوٹستھ ہے تاکہ تمہارا کلیان ہو جائے۔

تمہارے ابھیاس میں جو کچھ دکھلائی دیتا ہے۔ وہ سب تمہارے

ہی من کا کھیل ہے۔ جب اِس کھیل سے جی بھر جاتا ہے۔ تب ست پَد کی باری آتی ہے۔ تمہارا آتما ہی ست۔ چت اور آنند ہے۔ جو تعلیم داتا دیال نے مجھکو دی ہے۔ وہ ان تینوں سے پرے کی ہے۔ انہوں نے گورو روپ شبد میں اسے اچھی طرح سے ورنن کیا ہے۔

ست سنگ دو پرکار کے ہوتے ہیں۔ ایک کو عام ست سنگ (GENERAL SAT SANG) کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے کو (PERSONAL SAT SANG PRIVATE-SATSANG) یا ویکتی گت ست سنگ کہتے ہیں۔ ہر ایک منشیہ کے لئے الگ الگ آدیش اس کی پرکرتی کے انوسار کیا جاتا ہے۔

شبد

گورو روپ نہ سمجھے کوئے۔ بھرم میں پڑے اگیانی (ٹیک)

گورو کو مانش جان کر۔ بھگتی کا کریں بیوہار

سو پرانی اتی موڑھ ہیں۔ کیسے جائیں بھَو پار

دیہہ کے بنے ابھیمانی

گورو کو مانش جان کر۔ سیوت پرشادی لیں

سو تو پشو سمان ہیں۔ شنشے میں اسکے

گورو تتو نہ جانی

گوروکو مانش جان کر۔ مانش کریں وچار
سوَ نر موڑھ گنوار ہیں۔ بھُول رہا سنسار
موہ کے پھانس پھنسا نی

گوروکو مانش جان کر۔ بھیڑ کی چلتے چال
وہ بندھن کو کیوں تجیں۔ ویاپے مایا کال
پڑے یونی کی کھانی

گورو نام آدرش کا۔ گورو ہے من کا اِشٹ
اِشٹ آدرش کو نہ لکھے۔ سمجھو اُسے کنشٹ
بات تو جھے من مانی

گورو بھاؤ گھٹ میں رہے۔ اگھٹ سگھٹ کی کھان
جسے سمجھ ایسی نہیں۔ وہ ہے موڑھ جہان
نہیں گورو روپ پہچانی

چیلا تو چت میں رہے۔ گورو چت کے آکاش
اپنے میں دونوں لکھے۔ وہی گورو کا داس
رہے گورو پد ٹھانی

مُرت شبیشہ گورو شبد ہے۔ شبد گورو کا روپ
شبد گورو کی پرکھ بِن۔ ڈوبے بھرم کے کوپ
نر جنم گنوانی

گورو گیان کا تتو ہے۔ گورو گیان کا سار
گورو مت گورو گم لکھے۔ پھر نہیں بھو جھے بچار
مکل جیسے گتی آنی
رادھا سوامی ست گورو۔ کہی بات سمجھائے
جو نہیں مانے بچن کو۔ اُرجھ اُرجھ اُرجھائے
کون سمجھے یہہ بانی

میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو لوگ اس وقت رادھا سوامی مت کا پرچار کر رہے ہیں۔ ان میں سے بہتوں کو اس مت کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔ میں اس حقیقت کو ان لوگوں کے کلیان کے لئے پرکٹ کر رہا ہوں۔ جو مجھ سے امید کچھ رکھتے ہیں۔ تاکہ ان لوگوں کا جیون نشٹ نہ ہو جائے۔ میں اچھی طرح سے یہہ سمجھتا ہوں کہ جس وشئے پر میں بات چیت کر رہا ہوں۔ اس کے سمجھنے کے ادھیکاری بہت ہی کم لوگ ہیں۔ لیکن دو مردوں کو جب تک حقیقت کے رہسیہ کا گیان نہیں ہوگا۔ تب تک ان کو ادھیکار بھی کیسے ملے گا۔ اس لئے کسی وچار شیل پرش کا ست سنگ کرنا ضروری ہے۔

گورو پد

جو گورو کے پد کو پراپت ہوا۔ دکھ جنتے جی اسی کا سماپت ہوا (ٹیک)

دو چتا نہ رہی۔ دبدھا نہ رہی۔ نشچت ہوا من۔ چنتا نہ رہی

گورو سدا ہیں۔ اس کے رکھوارے۔ جب آن پڑا۔ گورو کے دوارے

شرناگت کی ہے لاج انھیں۔ کیوں دبلے ہو تا دو چنتا تمہیں

گورو بھگتی کرو۔ گورو چرن گہو۔ گورو شرن میں سچے سکھ کو لہو

ممتا تیاگو۔ مد کو تیاگو۔ جگ نیند سے اب اٹھ کر جاگو

پریتم اور پریمی نہیں ہیں دو۔ کیا پریم کی سمجھ نہیں تم کو

جب میں ہوا پھر گورو دیو نہیں۔ جب گورو ہیں تو میں نہیں کہیں

کہاں پریم میں دو کا ٹھکانا ہے۔ جب تک یہ نہیں۔ پریم ہونا ہے

گورو کا میں۔ گورو کا۔ میں گورو کا۔ کیوں جگ کا ان نے لگا کھٹکا

رادھا سوامی نے کی ہے دیا تمہاری۔ دیا پریم دان ہو نمسکاری

میں اپنے جیون میں ادھیاتم کے ہر ایک استھان کو کریا آتمک روپ سے دیکھنے کا ابھلاشی تھا۔ ست گورو سے پریم بڑھایا۔ ان کے اپدیش انوسار کام کرتا رہا۔ اس وقت جہاں میں پہونچا ہوں۔ وہاں نہ ست گورو داتا دیال

کی یاد ہی رہتی ہے۔ اور نہ اس مالک کُل کی یاد ہی رہتی ہے۔ یہہ میرا پرنیام ہوا۔ کئی بار میں سچیت ہو کر سوچتا رہتا ہوں۔ کہ کہیں میں پنتھ بھرشٹ یا پتت تو نہیں ہو گیا ہوں۔ مانسک پریم یا بھگتی جو میں پہلے کیا کرتا تھا۔ اب وہ نہیں رہی۔ بھائی نندو سنگھ جی سے ملاقات ہوئی۔ ان سے میں اپنا حال کہہ سنا یا۔ ست کبیر کے شبدوں سے مجھے اس بات کا پرمان مل گیا۔ کہ جس اوستھا میں میں ہوں۔ اس کی وہی کیفیت ہونی چاہئیے۔ میں پنتھ بھرشٹ یا پتت نہیں ہوا۔ یہہ اوستھا گورو اور نام کی بھگتی سے پراپت ہوتی ہے۔ داتا دیال نے آشیرواد کا جو شبد لکھا ہے۔ "فقیرا جا بھوساگر پارا" اس میں آدیش دیا ہے۔

گورو سے پریم بڑھایا تو نے۔ گورو چیلا ہیو پارا
گورو چیلا مل ایک بھئے جب۔ ایک کا ملا سہارا
کٹ گئی کال کرم کی پھانسی۔ جنم جوا نہیں ہارا
رادھا سوامی کی بلہاری۔ رہے فقیر سو کھارا

اس رنج ابنجھو کے پراپت ہونے کے بعد مجھکو وشواس ہو گیا ہے کہ داتا دیال کا شبد "جو گورو کے پد کو پراپت ہوا۔ دکھ جیتے جی اس کا سماپت ہوا" بالکل ہی ستیہ ہے۔ آپ لوگ ست سنگی ہیں۔ سمرن۔ دھیان اور بھجن کرتے ہیں۔ تم لوگ اپنے انتہ کرن میں خود اپنے رنج جیون پر وچار کرو کہ کیا تم لوگوں کو چنتا۔ فکر اور شانتی نہیں رہتی ہے۔ اگر گھریلو معاملہ میں ایسا نہیں ہے تو کیا تم کو اپنے اشٹ کی پراپتی میں پریم۔ برہ اور تڑپ نہیں ستاتی ہے؟

کیا آواگون سے بچنے اور مالک کُل سے ملنے کی چنتا نہیں رہتی ہے۔؟ کیا پریم بس تم لوگ روتے نہیں ہو؟ گو اس رونے میں بھی آنند ہے۔ مگر پرم سکھ یا شانتی تو نہیں ہے۔ جس اوستھا میں منشیہ کی یہہ سب حالتیں سماپت ہو جاتی ہیں۔ وہ اوستھا ہی گورو پد ہے۔ اس کو چھوڑ کر اور جتنی اوستھائیں ہیں۔ وہ سب شریرک۔ مانسک اور آتمک کھیل ہیں۔ تمہارے من میں جو کچھ خوشی آنند اور سُکھ ملتا ہے۔ وہ چنتا فکر اور شانتی سے اکثر بدلتا رہتا ہے۔ اور اس میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اب گورو پد کی پراپتی کے لئے کیا اپائے کرنا چاہئے؟ اس کا اُپائے یہہ ہے کہ تم اپنے پریم کو بڑھاتے چلے چلو۔ دیکھو! جب کسی کا پیارا مر جاتا ہے۔ یا کوئی نقصان شدید یا دُرگھٹنا ہو جاتی ہے تو انسان افسوس کرتا ہے۔ روتا ہے اور جھنکتا ہے۔ جب وہ افسوس کرنے رونے اور جھینکنے کا انت کر دیتا ہے۔ تب اس کو مانسک بے ہوشی آجاتی ہے۔ اسی طرح پریم کی لگن میں جو شخص پریم کا انت کر دیتا ہے۔ اس کا کام بن جاتا ہے۔ اور اس کے مانسک اوستھا میں شانتی آجاتی ہے۔ گوپیاں اودھو سے کہتی ہیں۔

جمنا جل اتی گنبھیر تن من نہیں دھار۔ دھیر کر تن براہ لاگ برکٹ ڈوب مرہو

میں نے پریم کا انت کر کے دیکھا ہے۔ داتا دیال کی سنگ، مرمر کی مورتی رنگو دوارا میں نے جے پور سے منگوائی اس کا بیمہ کر لیا۔ جب اسٹیشن پر بیمہ چھڑانے کے لئے گیا تو دیکھا کہ لکڑی کا بکس جس میں مورتی بند ہی ہوئی تھی ٹوٹا ہوا تھا مجھکو داتا دیال کی مورتی ٹوٹنے کا شک گذرا۔ میں نے اسٹیشن ماسٹر سے کھلی

ڈلوری دینے کے لئے کہا۔ جب بکس کھولا گیا تو دیکھا کہ مورتی کا سر نیچے اور دھڑ اوپر ہے تو میں اپنے کو سنبھال نہ سکا اور بلکھ بلکھ کر رونے لگا۔ کیونکہ مجھے داتا دیال سے پریم تھا۔

اگر تم لوگ اصلی اور سچے گورو پد کو پراپت کرنا چاہتے ہو تو تم کو چاہئے کہ پریم کا انت کر دو۔ تب تم کو شانتی ملے گی۔ جب تک تم کرم، وچار اور پریم کا انت نہ کر دو گے۔ تب تک گورو پد جس کو میں نے انبھو کیا ہے تم کو کبھی پراپت نہ ہوگا۔ اگر تم میں سویم گورو پد کے پراپ ہنی کی شکتی نہیں ہے۔ تو تم کسی رہسیہ گیانا پُرش کی آگیا کا پالن کیا کرو۔ اور اپنا جیون اس کے حکم کے پالن کرنے میں سمرپن کر دو۔ تمہارے لئے وہ کچھ کہئے گا۔ وہ ٹھیک ہوگا۔

میں نے داتا دیال سے پریم بھی کیا۔ سادھن ابھیاس بھی کیا اور ان کے حکم کا پالن بھی کیا۔ ان کا حکم ماننے سے میں نے اس اوستھا کو پراپت کر لیا ہے جس کو گورو پد کہا جاتا ہے۔

رانجھا رانجھا کہدی ماں میں آپ ہی رانجھا ہوئی
ستواری میری سکھی سہیلیاں۔ ہیر نہ کہدو کوئی

میں وہ اُپائے بتاتا ہوں جس سے تمہیں گھر بیٹھے سارک سماجک اور آتمک روپ سے شانتی پراپت ہو۔ اسی شانتی کو گورو پد یا اشٹ پد کہتے ہیں۔ تمہاری سرت جب اس انتم اوستھا میں پہونچ جائے گی تو وہاں نہ گورو رہے گا۔ اور نہ چیلا ہی ہوگا۔ وہاں نہ گیان رہے گا

اور نہ وچار ہی ہوگا۔ اس گتی کو پراپت کرنے کے لئے من کو گھوٹنا پڑتا ہے

سوامی جی مہاراج نے بھی کہا ہے۔

"من کو گھوٹو گھٹ میں بھائی"

اس کے بعد اننت اوستھا آتی ہے۔ جس کو رادھا سوامی دیال نے اپنے بارہ ماسہ میں جیٹھ ماس کے آدھار پر لکھا ہے۔ مگر تم میں سے کون ایسا ہے جو سچ سچ کہہ سکتا ہے کہ اس کو کسی وقت بھی چنتا فکر نہیں ستاتی۔ پریم۔ بھگتی و کرم بھی ایک پرکار کا دُکھ ہی تو ہے جب تک تم کو کسی پرکار کی اچھیا ہے۔ تب تک شانتی کہاں ہے۔ ہاں آنند ضرور مل سکتا ہے۔ مگر وہ بھی استھائی نہیں ہوتا۔ جب تک تم کو کسی وستو کی چاہ ہے۔ تب تک تم گورو پد کے ادھیکاری نہیں ہو سکتے۔ جب تک تم کو کسی وستو کی خواہش ہے تم اس اوستھا کو پراپت نہیں کر سکتے۔

گورو پد کے پراپت کرنے کا ایک ہی راستہ نہیں ہے۔ باہری پورن پرش جو خود اس پد کا باسی ہے۔ وہ تم کو تمہاری پرکرتی کے انوسار الگ الگ مارگ بتلائے گا۔ اس کا نام گورو مت ہے۔ میں نے پریم کا انت کر کے گورو پد پراپت کر لیا ہے۔ اس لئے میری دین اور دنیا دونوں ہی بن گئے ہیں۔

استری دھرم

استری اپنے پتی سے پریم کر کے پرم پد حاصل کر سکتی ہے۔ داتا دیال کبھی کسی سُہاگن استری کو سویم نام دان نہیں دیا کرتے تھے۔ ان کو ان کے پتیوں کے دوارا نام دان دلاتے تھے۔ نام کے پراپتی کی اوسنھا سُمرت کا پریم کرتے کرتے بے سُدھ ہو جاتا ہے۔ یہہ برسوں کو پراپت ہوتا ہے۔ مگر جب تک تمہارا من پریم کرتے کرتے بے سُدھ نہیں ہو جائے گا۔ تب تک تم کو شانتی نہیں ملے گی اس بے سدھی کو تم چاہے کرم سے پراپت کر لو۔ چاہے وچار سے پراپت کر لو۔ چاہے ابھیاس سے پراپت کر لو جب بے سُدھی پراپت ہو جائے گی۔ تب سمادھی لگے گی۔ اس کے بعد تم سنت مت کی تعلیم کے ادھیکاری بنو گے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ سنتوں کا مارگ دسویں دوار سے شروع ہوتا ہے۔ دسواں دوار جہاں سن کا استھان ہے۔ جہاں نروکلپ سمادھی لگتی ہے۔ جب تک تم نشکام کرم۔ نشکام گیان۔ نشکام وچار اور نشکام پریم نہیں کرو گے۔ تب تک تم دسویں دوار تک نہیں پہونچ سکتے۔ دسویں دوار پر پہونچنے کے پیچھے تتو گیان کی باری آتی ہے۔ جب تک تم پہلی جماعت پاس نہیں کر لو گے۔ دوسری جماعت میں داخلہ نہیں مل سکتا ہے۔ تم لوگ

پتی ورت دھرم کا پالن کیا کرو۔ گھر میں پریم پوروک رہو۔ گھر کی شانتی کو بنائے رکھو۔ کٹو بچن مت بولا کرو۔ فضول خرچی سے بچو۔ سوائے اپنے پتی دیو کے دوسرے کا پاؤں تک کبھی مت چھوؤ۔ یہ عورتوں کے لیئے درتا دیال کی ہدائتیں ہیں۔

شبد

پتنی پتی ورت دھرم بناہ (ٹیک)
اپنے پتی کی پارنی جگ کی پیاری ہوئے
جو پتی کو پیاری نہیں۔ دکھ گرست رہے ہوئے
پتنی تو پتی کی بنی۔ اور کاہے میں دھیان
تاکو اس سنسار میں۔ جیون نرک ندان
پتنی بل ابلا بلی ہے۔ پتی سکھ سے سکھ روپ
پریم پتی کا جیت سے۔ کیوں پڑے دکھ کے کوپ
ایک تنتو کے روپ دو۔ پتنی پتنی کے بھاؤ
مل جل کھیلیں جگت میں پائے پرتیت پربھاؤ
پرتیم پتی کا رنگ ہے۔ پریمی پتنی جیس
انتر باہر پریم رنگ۔ پیار پرپتی کے دیش
پتی برتا کے ایک ہیں۔ کٹھلا کے دو چار
کٹھلا نر کی جیو ہے۔ پتی برتا پرنار

سنت پنتھ میں آکے کر۔ چل تو پریت کی راہ
پریم کی ڈڑھتا من رہے۔ رادھا سوامی ہاتھ نباہ

جو سمبندھ پتنی کا اپنے پتی سے ہے۔ وہی سمبندھ ایک شیشیہ کا اپنے گورو سے ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس نے اپنا سارا جیون ایک سچے شیشیہ کی حیثیت میں ایک سچے گورو کے ساتھ گذارا ہے۔ اُس میں جو انبھو مجھکو پراپت ہوا ہے۔ اس کو میں جیون کا تینوں سنسار کی بھلائی کے لئے نشکام بھاؤ سے پرگٹ کر رہا ہوں۔

رادھا سوامی مت میں اصلی وستو یوگ ہے۔ سرت اور شبد ایک ہی وستو ہیں۔ سرت شبد اور شبد سے سُرت پیدا ہوتے ہیں دنیا والوں کے لئے پریم مارگ ہے۔ تم کو پریم کر کے سرت کو دسویں دوار میں لے جانا ہے۔ یہہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ دسویں دوار تک پہونچنے کے لئے تم گورو کا ہی دھیان کرو۔ جہاں تک پتی ورتا استری۔ ہر ایک پنتھ کا سچّا کرم یوگی۔ اور سچے وچار والا منیشہ بھی پہونچ سکتاہے صرف تم لوگوں کو اپنے پریم کی حد کر دینی چاہئے۔ تاکہ تم لوگ جہاں تک آسانی کے ساتھ چلے جا سکو۔ یا نروکلپ سمادھی میں پہونچ سکو۔ اس کے بعد آتم آنند کی اوستھا پراپت کرنے کے لئے تین راستہ ہیں۔ پہلا کرم یوگ کا راستہ ہے دوسرا گیان کا راستہ ہے اور تیسرا بھگتی یوگ کا راستہ ہے۔ پتنی اپنے پتی سے سچّا پریم کر کے وہاں پہونچ جاتی ہے۔ ایک سچّا سورما جودن چھیتر میں

بُدّھ کرتا ہے۔ وہ بھی مہاتما تک پہونچ جاتا ہے۔ اس سے مطلب یہہ ہے کہ اپنے چیت کی ورتی کو نرودھ کر لیتا ہے۔ جب تک تمہارے چیت کی ورتی من کی بھرناؤں کو چھوڑ کر نرودھ کو پراپت نہیں ہو جاتی ہے تب تک تم کو آتم گیان نہیں مل سکتا ہے۔ رہسیہ گیاتا گورو جانتا ہے کہ تمہارے چیت کی ورتی کو کس طرح ایکاگر کیا جا سکتا ہے۔ تم اس کے حکم پر چلو۔

کوک شاستر میں پانچ طرح کی استریاں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) پدمنی۔ اس کے مکھ کی کرانتی کمل کے سمان کھُلی ہوتی ہے۔ اس کے رنگ میں تبدیلی نہیں آتی۔ اس کے ہونٹ پتلے گلابی اور لال رنگ کے ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھیں متوالی ہوتی ہیں۔ اس کے شریر سے ایک وشیش پرکار کی سوگندھی اُڑتی رہتی ہے۔ وہ سداچارنی۔ پتی ورتا۔ اَن پرشوں سے اُداسین۔ نرلجّ اور دکھلاوے سے الگ رہنے والی ہوتی ہے۔ اس پرکار کی استری میں ایک طرح کی شوکشما ہوتی ہے۔ جو دیوی شر شٹی سے سمبندھ رکھتی ہے۔ ایسی استریاں اکثر ستی ہو جاتی ہیں جو اپنے پتی کے شریر کے ساتھ ہنستے کھیلتے جل جاتی ہیں۔ پتی ورتا استری کی بڑی مہما ہے۔

۲۔ چترنی: اس کا درجہ پدمنی سے کم ہوتا ہے۔ وہ سندر تو ہوتی ہے۔ مگر وقت' وقت پر اس کے مکھ کی کرانتی میں تبدیلی ہو جایا کرتی ہے۔ ہونٹ اس کے بھی پتلے ہوتے ہیں۔ یہہ سُکھ' چین۔ وستر۔ ابھوشن عطر وغیرہ اور خوشبودار اشیاء کی لالسا رکھتی ہے۔ وہ کبھی کبھی آنکھوں میں بل ڈالکر۔ ہونٹ ہلا کر۔ مسکرا کر اور ہاتھوں کی انگلیوں سے سنکیت کرکے بات چیت یہہ

کرتی ہے۔ یہہ سبھاؤ کی درڑھ ہوتی ہے۔ جہاں تک شرم و حجاب کام دیتا ہے۔ اس کے شریر سے خوشبو نہیں نکلا کرتی ـــــ

۳۔ ہستنی :- اس کے ہونٹ موٹے موٹے ہوتے ہیں۔ باہری درشٹی سے یہہ اپنے آپ کو سلجھا والی سمجھتی ہے مگر بہیتری طور پر یہو ہار بھرشٹ اور اگیا کا پالن نہیں کرتی۔ یہہ جسم کی موٹی ـ پیٹ نکلا ہوا ـ ہاتھ پاؤں بے ڈول اور پتی پر پرپل آنکس رکھنے والی ہوتی ہے۔ روپیہ ـ وستر آبھوشن اور سنساری وستوؤں کو دھرم سے بھی ادھک ماننے والی ہوتی ہے۔

۴۔ شنکھنی :- اس کا مکھ شنکھ کے سمان کھلا یا بند ہوتا ہے ـ اور اسی پرکار اس کی بولی بھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی وہ اچھے سُر میں بولتی ہے مگر اس میں بھاری پن ہوتا ہے ـ اس کا روپ کبھی کبھی آتی خوبصورت اور سندر بھی ہو جاتا ہے ـ اس کا من چنچل ہوتا ہے۔ وقت وقت پر دھرم کرم کو وہ دھول کے سمان بھی نہیں سمجھتی ہے جیسا سنگ مل جاتا ہے۔ اسی کے انوکول وہ بن جاتی ہے۔ اس کے بدن سے دُرگندھی اُڑتی ہے راہی کو گالی بجانے کا بڑا شوق رہتا ہے ـ یہہ دھوکے باز ہوتی ہے۔ ماتا پتا کے ساتھ وہ کبھی سچائی کا برتاؤ نہیں رکھتی ـ وہ اس پرکار کا روپ بنائے رہتی ہے کہ لوگ اس کو ابودھ بالک سمجھیں مگر وہ چھل کپٹ کو دوشی نہیں سمجھتی۔

۵۔ ڈنکنی :- یہہ پدمنی سے بالکل الٹی ہوتی ہے۔ جتنے پدمنی میں سوگن

ہیں۔ اتنے ہی اس میں دُرگن ہیں۔ پدمنی کا پتی بادشاہ ہوتا ہے۔ چِترنی کا پتی زیادہ سکھی رہتا ہے۔ شنکھنی کے پتی کو دکھ اور سُکھ دونوں ہوتے ہیں۔ ہستنی کا پتی جیون بھر اس کا پجاری، چیلا اور غلام رہتا ہے۔ اور ڈنکنی کا پتی۔ پدمنی کے پتی سے بالکل مختلف اور جُدا ہوتا ہے۔ یہی بات سُرت کے نسبت بھی کہی جاتی ہے۔

۱۔ ایک سُرت وہ ہے۔ جو مالک کُل کو اپنی ذات۔ اپنا نج سروپ مان کر اس میں مست رہتی ہے۔

۲۔ ایک سُرت وہ ہے۔ جو اس مالک کل کو اپنے سوارتھ یا کامنا کے پورتی کے لئے پوجتی ہے۔

۳۔ ایک سُرت وہ ہے۔ جو اس مالک کل کو بھے سے یاد کرتی ہے پریم سے نہیں۔

۴۔ ایک سُرت وہ ہے۔ جو اسی مالک کُل کو کئی روپوں میں مانتی ہے اور چنچل رہتی ہے۔

۵۔ ایک سُرت وہ ہے۔ جو ان چاروں سے بھِنّہ ہوتی ہے۔ اور نیک روپوں میں بھرمتی رہتی ہے۔

پانچوں پرکار کی استریاں تم نے سن لیں۔ اب استریاں اپنے لئے سوچ لیں۔ اور پُرش اپنے لئے سوچ لیں۔ جب تک یہہ درجے سماپت نہیں ہو جاتے تب تک سنت مت کی تعلیم شروع نہیں ہوتی۔ اونچی باتوں کو پرورتی مارگ والے نہیں سمجھ سکتے۔ جو کچھ میرے انبھو میں آیا ہے۔ وہ میں

کہہ چلا ہوں۔ کیونکہ یہہ میرا کرم بھوگ یا پرن تھا۔

تم اپنا دھرم پالو۔ جب وقت آئے گا۔ سنسار کے دکھ سکھ سے رہت آپ ہی آپ اپرام ہو جائے گا۔ تب کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔ جو آگے کا راستہ بتلا دیگا۔ جو لوگ گرہست جیون وتیت کرتے ہیں۔ اور کیول شبد ابھیاس ہی کرتے ہیں۔ ان کی دینوی حالت بگڑ جائے گی۔ تمہاری دینوی حالت یا گرہست جیون کا سمبندھ من سے ہے۔ پچھلی عمر میں داتا دیال کیول شبد کا ہی ابھیاس کرتے تھے۔ اس کا پرنیام یہہ ہوا کہ ان کو کھانا بھی ٹھیک نہیں ملتا تھا۔ کیا ان کا مارگ غلط تھا۔؟ بالکل نہیں جس شخص کو اپنے گھر جانا ہے۔ وہ اس دنیا کے جیون کی پرواہ تک نہیں کرتا۔ اس لئے میں اپنے ستر (۷۰) سال کے انبھو کو کرم بھوگ بس کہہ جا رہا ہوں۔ تم اس سے لابھ اٹھاؤ

جو لوگ گرہست جیون وتیت کرتے ہیں۔ وہ اپنی آشاؤں کی پورتی کے لئے سمرن دھیان ضرور کیا کریں۔ اس سے ان کی سنکلپ شکتی مضبوط ہو جاتی ہے۔ وہ شبد ابھیاس کے ضبط میں کبھی نہ پڑیں۔ جو لوگ سمرن دھیان چھوڑ دیں گے۔ ان کی دینوی حالت خراب ہو جائے گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ آنند پا جائیں گے۔ مگر ہر کام کے لئے وقت مقرر ہے وقت پر سارا کام اچھا لگتا ہے اور وقت کے انوسار کام بھی کرنا چاہیئے تاکہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔

ہمارے ست سنگ میں آکر تم ہماری باتوں کو سنو اور ان کو اپنی کھوپڑی میں بیٹھا تے چلو۔ کوئی باہری پُرش تمہارا بیڑا پار نہیں کر سکتا۔ تمہارا بیڑا تمہارے کرموں ہی سے پار ہوگا۔ اپنے رکشک تم آپ ہو۔ وہ ست گورو داتا تمہارا نج سروپ ہے۔ میں کسی کو اپنے جال میں پھنسانا نہیں چاہتا۔ اس لئے ساری باتیں کھول کھول کر صاف صاف کہدیتا ہوں۔

اس من کے جتنے کھیل ہیں۔ وہ سب تم کو سماپت کرنے ہوں گے جس کا یہہ کھیل سماپت نہیں ہوا ہے۔ وہ میرے پاس بیٹھا رہے۔ اس کو سچا گیان کبھی پراپت نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کا دسواں دوار پار نہیں ہوا ہے۔ میں نے داتا دیال کے شدھ سروپ سے فیض پایا ہے۔ اس لئے ان کا شکر گذار ہوں۔

یہہ سنت کبیر صاحب کا کلام ہے۔

کامی ترے۔ کرودھی ترے۔ پاپی ترے اننت

ان اُپاسک۔ کرت گھن۔ ترے نہ نام اننت

تم سب لوگوں کو ست پد پہونچانا۔ مالک کل سے ملانا۔ نج سروپ کے درشن دلانا اور اپنے نج گھر میں آرام دلانا میرا اپنا کرتب ہے۔ اس لئے میرے آدیش کو کبیر صاحب کے ذیل کے شبد میں سمجھ کر اس کا پالن کیا کرو۔ تا کہ تم اپنے نج گھر آسانی سے پہونچ جاؤ۔

شبد

اب میں بھولا رے بھائی۔ میرے ست گورو جگت لکھائی ٹیک

کریا کرم آچار میں چھوڑا۔ چھوڑا تیرتھ کا نہانا
سگری دنیا بھئی سیانی۔ میں ہی ایک بورا نا

نہ میں جانوں سیو بندگی۔ نہ میں گھنٹہ بجائی
نہ میں مورت دھری سنگھاسن۔ نہ میں پشپ چڑھائی

جو یہہ مورت آنکھ سے دیکھے۔ کراشنان نہائی
پانچ ٹکا ہو دیت ٹھیرے۔ ایک ہی ہوئے آئی

نہ ہری ریجھے جب تپ کینے۔ نہ کایا کے جارے
نہ ہری ریجھیں دھوتی چھانڈے۔ نہ پانچوں کو مارے

دایا راکھ دھرم کو پالے۔ جگ سے رہے اداسی
اپنا سا جیئو سب کا جانے۔ تاہی ملے اوناشی

سبھے کو شبد بادکو تیاگے۔ چھوڑے گرو گم نا
ست نام تاہی کو ملئے۔ کہیں کبیر سوجانا

رادھا سوامی دھام

داتا دیال پہلے لاہور میں رہا کرتے تھے سادھو۔ وگیانی۔ سنت سندیش۔ سرسوتی بھنڈار۔ لکشمی بھنڈار۔ سنت سماگم۔ اودھوت اور سنت وغیرہ رسالے جات پرکاشت کرتے تھے۔ اور وہیں پر ست سنگ وغیرہ بھی کراتے رہتے تھے۔ ان کا سارا کام نشکام تھا۔ وہ اپنے لئے کام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ دوسروں کے ہت کے لئے کام کرتے تھے وہ کرم کے پھل سے رہت تھے۔ کئی دین اور دکھی لوگ ان کے ساتھ ساتھ لگے رہتے تھے۔ بڑھاپے میں بھی وہ آشاہ پوروک کام کرتے تھے۔ سن ۱۹۲۰ء میں وہ لاہور چھوڑکر اپنے گاؤں قانو گوپورہ بنارس اسٹیٹ میں چلے آئے۔ یہ سوچا تھا کہ جیون کے شیش دن ایکانت میں گذار دیں گے۔ مگر یہاں آنے پر انہوں نے رادھا سوامی دھام کا جنرل ست سنگ جاری کیا۔ دھرم شالہ۔ پاٹھ شالہ۔ اور اسکول بنائے۔ آپ نے آنند میگزین۔ ویدانت میگزین اور دھولا گر پربت رسالہ جاری کئے

میں سوچتا تھا کہ جو منش پرم گتی کو پراپت کر لیتا ہے۔ اس کو ڈیرے
سے دھام سے کام نہیں رہتا۔ ایک دن میں نے ان سے ایکانت میں پوچھا
کہ جو تعلیم میں نے آج تک آپ سے حاصل کی ہے۔ اس کے آدھار پر کیا میں
یہہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا ست سنگ گھر بنوانا اور ست سنگ کا جھمیلا
پالنا۔ اس تعلیم کے برودھ تو نہیں ہے ؟۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں
کیا کروں بے بس ہوں۔ جتنے گدی والے اس وقت گورومت کی تعلیم
کا پرچار کر رہے ہیں۔ وہ غلط طریقہ پر کر رہے ہیں۔ میں نے حضور جہاں آج
سے تعلیم پائی ہے۔ ان کا حکم ہے ست سنگ کرو۔ بنا کیندر کے کام
نہیں چلتا۔ میں ان کی بات کو سمجھ گیا اور خاموش ہو رہا۔ کیا کارن ہے کہ
داتا دیال نے اس استھان کا نام رادھا سوامی دھام رکھا۔؟ کیا دوسرے
استھانوں پر اس مت کی تعلیم کا پرچار نہیں ہوتا تھا۔؟ میں کہتا ہوں یہہ
بات بالکل سچ ہے کہ دوسرے استھانوں پر تعلیم کا پرچار نہیں تھا۔
دوسری جگہ لوگوں نے گورو کے روپ کو نہ سمجھ کر گورو کو کسی کے دیہہ
سے سمبودھت کر رکھا تھا۔ اس لئے داتا دیال نے حقیقی گورومت
کی تعلیم کے پرچار کے لئے کیندر استھاپت کرنا ضروری سمجھا۔ انہوں نے اس
استھان کا وقف نامہ لکھ کر ٹرسٹ بھی قائم کر دیا۔ اور اس کا ادھیکار
وقت گورو کو سونپ دیا ہے۔ انہوں نے پرچار کیا کہ تمام مت متانتر ایک
ہی ہیں۔ اور تمام منشیہ بھائی بھائی ہیں۔ انہوں نے کوئی بات کسی پنتھ کے
برودھ نہیں کہی ہے۔ وہ سب دھرموں کے گنوں کو پرگٹ کرتے رہے ہیں۔

گورو نام ہے۔ گیان کا۔ ابنھو کا۔ اصلی گورو انہد بانی ہے۔ انہوں نے چار ہزار کتابیں آتمک گیان پر تصنیف کی ہیں۔

میں داتادیال کو منشیہ نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ ان کو پرم تتو۔ اور سرب آدھار کا اوتار مانتا تھا۔ دھام کو کیندر بنانے میں انہوں نے کوئی نجی سوارتھ نہیں رکھا تھا۔ انہوں نے کیول اپنے پکش کے پرچار کے لئے دھام کو استھاپت کیا تھا۔ سنت تِرکال گیاتا ہوتے ہیں۔ وہ کسی منشیہ کو دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ یہہ پہلے کیا تھا۔ اس وقت کیا ہے۔ اور آگے کیا ہوگا۔ جس طرح سورج کی لالی۔ ہوا کے چلنے اور پانی کے بہنے سے ان کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ ویسے ہی ہر شخص کے انترک بھاؤ کا آکار اس کے ماتھے اور پیشانی پر دیا پک رہتا ہے سنتوں کو یہہ درشٹی گوچر ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ اسے کم دیکھتے ہیں۔ اس سے ہر شخص کے بھاونا کا پتا چل جاتا ہے۔ گورو ساری باتیں نہیں بتایا کرتے۔ ان کا ابنھو سب سے ادھک کام کرتا ہے۔ داتا دیال جب حضور مہاراج کے ست سنگ میں گئے تو انہوں نے داتا دیال کی طرف دیکھ کر بھوشیہ بانی کی کہ یہ شخص (CLASSICAL WRITER) ہوگا۔ یعنے پرمانت لیکھک ہوگا۔ اور سنت مت کا پرچار اپنی لیکھنی دوارا کرتا رہے گا۔ اس بات کا خیال داتا دیال کو اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر یہ بات لفظ بہ لفظ سچ نکلی۔ ویسے ہی داتا دیال نے میری صورت شکل کو دیکھ کر میرا نام پرم دیال اور ابنھو ندھی تلا ان“

لکھ دیا۔ ان باتوں کا اس وقت مجھکو کچھ بھی خیال نہیں تھا۔ مگر جس طرح داتا دیال نے لکھا ہے مجھکو ہونا ہی پڑا۔ میں نے کوبیر ناتھ کو رادھا سوامی دھام کا آچارج مقرر کیا ہے اور اپنا آشیرواد دیتا ہوں کہ وہ داتا دیال کی تعلیم کو اس علاقہ میں بھلی پرکار پھیلائے۔ اس کے شیشہ سچے راجپوت شور بیر اور انساہی لوگ ہوں گے۔ ٹرسٹ کے پربندھ کا سب آدھیکار میں کوبیر ناتھ کو سونپتا ہوں۔ اور آدیش دیتا ہوں کہ وقف نامہ کے مطابق دھام کا ساری جائداد کا سچائی کے ساتھ انتظام کرے تا کہ داتا دیال کے پریمی ست سنگی ست سنگ سے لابھ اٹھایا کریں۔ اب یہہ جگہ آباد ہو کر رہے گی۔ یہاں سے عوام کو تحریک۔ مانک اور آتمک شانتی پراپت ہوگی۔ یہاں پر داتا دیال کی سمادھی ہے۔ جو جیودں کو تحریر۔ جنم اور مرن کے بندھنوں سے سدا کے لئے مکت کرنے والے تھے۔ انہوں نے سنت مت کی سچی تعلیم۔ سچا گیان اور سچا بھاؤ پردان کرنے کے لئے یہہ دھام استھاپت کیا ہے۔

کوبیر ناتھ تم دھیان پوروک سنو! تیرے انتر میں داتا دیال شبد روپی گورو موجود ہے۔ جو کام تم کو سونپا گیا ہے اس کو سچائی کے ساتھ کرنا اور تو اسی کام سے تر جائے گا۔ داتا دیال کی تعلیم کے پھیلانے میں میں انشکام اور نس سوارتھ بھاؤ سے لگا ہوا ہوں جو اس تعلیم کو سمجھے گا سوچے گا اور اس پر چلے گا۔ اس کا کلیان ہوگا۔ پرانی ماتر کو شانتی ملے۔

فقیر

ست گورو کے چرن کمل میں بنتی

میں پتت تھا تبھی۔ تو بھی پتت پاون بنا
ڈوبا بھو ساگر میں میں۔تب تو ترن تارن بنا

جو نہ ہوتا جگ میں راون۔ کیسے آتے رام چند
کنس نے پرگٹ کیا۔ متھرا میں کرشنا نند کند

جو سکھی ہیں ان کو تیرے۔ نام کی چاہت نہیں
جو بھلے ہیں ان کو تیرے۔ کام کی حاجت نہیں

پاپ جب میں نے کیا۔تب تو ہوا پرگٹ یہاں
میں نہ کرتا پاپ تجھ کو۔ جانتا کوئی کہاں

پاپیوں کے تارنے والے ہمارا دھیان کر
کرتے ہیں سب ہم سے گھرنا۔ ہم کو پاپی جان کر